

۶
 امیر معاویہ پر ایک نظر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی دہلوی

فالکری پبلشرز لاہور

صبا جزاؤہ محمد علی کریمی
بانی خادین السنت والجماعت

۶
میر معاویہ
امیر معاویہ پر ایک نظر

مُصَنَّف
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانی پبلشرز

منظور منزل ۴۲، اردو بازار لاہور

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب	امیر معاویہؓ پر ایک نظر
مصنف	تخیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	۱۱۵
تعداد	۱۰۰
کمپوزنگ	WORD TROKE
بالہتمام	غلام عبدالقادر خان
ناشر	قادیانی پبلشرز
مطبع	اشتیق اسے مشرقی پرنٹرز لاہور
قیمت	روپے

شائستہ

شبیر برادرز

40 اردو بازار لاہور فون 7246006

فہرست مضامین امیر معاویہؓ پر ایک نظر

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۶	درجات صحابہ کی ترتیب	۷	ایوان کی بنیاد حضورؐ کی محبت پر ہے
۱۷	خلفاء راشدین نام میں عمرؓ میں کاموں	۸	حضورؐ کی محبت صحابہؓ والیں بیت کی محبت
۱۸	میں حضورؐ کے مظہر ہیں	۹	سے حاصل ہوتی ہے
۱۹	سارے صحابہ عادل ہیں کوئی فاسق نہیں	۱۰	ایک صحابی کا انکار ساد سے اہل بیت
۲۰	اگر صحابی فاسق ہوں تو قرآن مشتبہ	۱۱	انکار
۲۱	ہو گا قرآن رب نے کتابی شکل میں	۱۲	امیر معاویہؓ کے بغض کا نتیجہ اللہ و
۲۲	کیوں نہ بھیجا اور حضورؐ نے خود کیوں	۱۳	رسولؐ کی عداوت ہے
۲۳	جمع نہ فرمایا	۱۴	امیر معاویہؓ کی عداوت
۲۴	صحابہ کے سینے کینے سے پاک تھے	۱۵	حضرت علیؓ کی عداوت
۲۵	حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا کے ساتھ	۱۶	شیعوں سے پہلے کس چیز پر بحث
۲۶	علیؓ کا سوک بحالت جنگ	۱۷	ہونا چاہئے
۲۷	حضرت عقیل امیر معاویہؓ کے	۱۸	مقدمہ
۲۸	مہمان رہے	۱۹	صحابی کسے کہتے ہیں؟
۲۹	حضرت علیؓ کے مدح خوان گو	۲۰	کوئی دلی عالم غوث قطب صحابی
۳۰	امیر معاویہؓ کا انعام	۲۱	کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا
۳۱	صحابہ کی جنگوں میں بحث نہ کرو	۲۲	اب کوئی صحابی کیوں نہیں بنتا
۳۲	باقی اور خارجی	۲۳	صحابہ کی نعمۃ الانبیاء کی تعداد کی طرح ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵	ابن معاویہؓ کو باغی کہنا جرم ہے	۲۸	کن صحابہؓ نے امیر معاویہؓ سے روایت کی
۲۸	فضائل صحابہؓ کی آیات وحدیث کس	۵۲	امیر معاویہؓ سے ۱۲۳ احادیث مروی ہیں
۲۵	صحابی کے حق میں کئی آیات آئیں	۵۲	سلطان اسلام اور خلیفہ راشد میں فرق
۳۰	فضائل صحابہؓ کی احادیث	۵۵	امیر معاویہؓ کی سخاوت
۳۲	اہل بیت اطہار	۳۳	امیر معاویہؓ کے دل میں اہل بیت کی
۳۳	حضور کے انوار اہل بیت ہیں	۵۷	محبت وعظمت
۳۶	اہل بیت کے فضائل	۶۰	امیر معاویہؓ کی کرامات
۳۶	آیت تقرر آنیہ	۶۲	دوسرا باب
۳۸	احادیث شریفہ	۶۲	امیر معاویہؓ پر اعتراضات کے جوابات
۴۰	پہلا باب	۶۴	قتل مؤمن کے احکام
۴۰	امیر معاویہؓ کے حالات	۶۵	بغض اہل بیت اور مخالفت میں فرق
۴۰	امیر معاویہؓ کا حضور سے نسب و	۷۰	امیر معاویہؓ کی وجہ مخالفت
۴۰	سسرالی رشتہ	۸۱	امیر معاویہؓ کو قصاص عثمان کا کیا حق
۴۱	امیر معاویہؓ کی ولادت اور اسلام	۷۱	تھا حضرت عثمان کا شجرہ نسب
۴۲	امیر معاویہؓ مولود القلوب میں سے نہیں	۷۲	یزید کو ولی عہد بنانے کی بحث
۴۳	امیر معاویہؓ حاکم کیسے بنے؟	۸۳	امام حسینؓ امیر معاویہؓ کی طرف سے
۴۳	امیر معاویہؓ کی وفات	۷۵	گورنر مدینہ اور مختار حکومت رہے
۴۴	امیر معاویہؓ کی قابلیت وفضائل	۸۰	یزید اور امیر معاویہؓ میں فرق
۴۶	امیر معاویہؓ کے خصوصی فضائل	۸۱	امیر معاویہؓ کو مرتد ماننے کا نتیجہ
۴۶	کحل کا تب وحی ۱۳ تھے	۸۶	یزید اور مروان کی پیدائش
۴۷	دو تہین رکعت ہیں	۸۸	خلافت راشدہ کی مدت
۴۷	امیر معاویہؓ کے فضائل کی احادیث		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۹	حضور کے والدین نے زندہ ہو کر حضور کی	۸۹	زیرات کی
۹۸	تقریب ۱۲-۱۳ مسجد والہ بنی کوا ارشاد	۹۳	دو بار و امیر معاویہؓ اور عیسیٰ ثواب
۹۹	حضورؐ غوث پاک کے ارشادات	۹۳	امام اعظمؒ کے اقوال پاک
۱۰۳	امام اعظمؒ کے اقوال پاک	۹۵	وامام شیخ بخش کے اقوال
۱۰۶	وامام شیخ بخش کے اقوال	۹۷	مولانا روم کے ارشادات
۱۰۷	مولانا روم کے ارشادات	۹۸	حضرت خدیجہ و فاطمہؓ زہراؓ کی خصوصیات

نعت

خاکِ مدینہ ہوتی میں خاکِ کربلا ہوتا
ہوتی رہ مدینہ میرا غبار ہوتا

آفتِ اگر کرم سے طیبہ مجھے بھلاتے
روضہ پہ صدقے ہوتا اُن پر نشان ہوتا
وہ بے کسوں کے آفتابے کس کو گر بھلاتے
یکوں سب کی ٹھوکروں پر پڑ کر میں غوار ہوتا

طیبہ میں گر میسر دو گز زمین ہوتی
ان کے قریب بتا دل کو تسار ہوتا
مرگٹ کے خوب لگتی ہوتی مری ٹھکانے
گر اُن کی رہ گزر پر مسیرا مزار ہوتا

یہ آرزو ہے دل کی ہوتا وہ بہر گنبد
اور میں غبارِ بن کر اُس پر نشان ہوتا

بے بین دل کو اب تک سمجھا بچھا کے رکھا
مگر اب تو اس سے آقا نہیں انتظار ہوتا

ساکت ہوئے ہم اُن کے وہ بھی نکلنے ہمارے
دل مُضطرب کو لیکن نہیں اعتبار ہوتا

سیدنا محمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ الْبَرَّةِ
الطَّيِّبَةِ

جاننا چاہیے کہ ایمان کی بنیاد جس پر تمام عقائد و اعمال کی ثمارت قائم ہو سکتی
ہے وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہے۔ حضور ہی کی عظمت و محبت
سے رب تعالیٰ کی ہیبت و جلال دل میں پیدا ہوتی ہے اسی سے سارے پیغمبروں کی
تعلیم و توفیر حاصل ہوتی ہے اسی سے قرآن کریم کا وقار اسی سے اسلام کی عظمت
دل میں جاگزیں ہوتے ہیں غرض کہ جس دل میں حضور کی محبت ہے اس میں ایمان
ہے اور جو اس سے خالی ہو وہ ایمان سے بے بہرہ رہا۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى
يُحْكُمُوكَ فَتُمْسِكَ فَيُخَوِّفُ نَبِيَّهُمْ
لَهُمْ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
اے محبوب تمہارے رب کی قسم یہ اس وقت
تک مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اپنے
تمام جھگڑوں میں تمہیں اپنا حاکم بنائیں
پھر تمہارے فیصلے سے اپنے دل میں تسلی نہ
پائیں اور سر نیا تسلیم کر دیں۔

(۲۵-۳)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى اشْكُونَ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا
جب تک کہ میں اُس کے ماں باپ اور اولاد
وہ تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

پھر یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُس وقت تک حاصل

نہیں ہو سکتی جب تک کہ حضور کے تمام صحابہ کرام اہل بیت اطہار بلکہ حضور سے ہر نسبت رکھنے والی چیز سے اہل بیت نہ ہوں اس لیے رب العالمین نے اپنی پہچان اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اور حضور کی پہچان صحنہ پر کہا کہ وسیلہ سے کرائی کہ ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَاللَّيْنِ مَعَهُ أَشِدَّةُ آغْ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ
وہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ انہیں تمام دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں ان کے تمام ساتھی کافروں پر سخت ہیں آج کل میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔ (۵۸-۵۹)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ خدا نما ہیں اور حضور کے اصحاب آئینہ رسول نما خدا کو پہچانتا ہے تو حضور کو جانو اور مانو اور حضور کو جاننا اور ماننا ہے تو ان کے انصار و مہاجرین کو مانو۔ یہ بھی خیال رہے کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے رب فرماتا ہے:

۱۔ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ (۲۶-۱۲۳) قوم عاد نے تمام نبیوں کو جھوٹا کہا۔
۲۔ كَذَّبَتْ أَصْحَابُ الْخَجْرِ حَجْرَ وَالْوَلَدِ سَارِے رسولوں کو جھٹلایا۔ (۱۵-۸۰)

۳۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ (۲۱-۱۳۱) قوم ثمود نے تمام پیغمبروں کو جھوٹا کہا۔
۴۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ قوم نوح نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔ (۲۶-۱۰۵)
۵۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ قوم لوط نے سارے نبیوں کو جھوٹا کہا۔ (۲۶-۱۶۰)

دیکھو قوم عاد قوم ثمود قوم لوط قوم نوح نے صرف اپنے اپنے ایک رسول کی کذب کی تھی مگر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے سارے پیغمبروں کا انکار کر دیا۔ معاویہ ہوا کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے رسولوں کا انکار ہے اسی طرح ایک صحابی کا انکار اہل بیت اطہار میں سے ایک بزرگ سے سرتابی و پروردہ تمام صحابہ کرام اور سارے اہل بیت کا انکار ہے۔

آج مشاہدہ ہو رہا ہے کہ جس دل میں صرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے عداوت پیدا ہوتی ہے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ اس میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام تمام ہی کی نفرت پیدا ہو گئی اور سب پر زبان طعنہ دراز کرنے لگے۔ اس پر زمانہ ماضی وحال شاہد عدل ہے۔

خوارج

یہ لوگ اولاً علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سپاہی اور آپ کے جانشین تھے آپ پر جان و مال قربان کرتے تھے جب حضرت علی نے حضرت امیر معاویہ سے صلح فرمائی تو یہ لوگ بغض معاویہ کے جوش میں حضرت علی سے متنفر ہو گئے اور کہنے لگے کہ علی نے سخت غلطی کی کہ معاویہ جیسے دشمن سے صلح کر لی اور غیر خدا کو حکم قبول کر کے شرک کا ارتکاب کیا۔ آخر کار یہ بغض معاویہ والے لوگ ذوالفقار حیدری سے تیر تیر ہوئے۔ ان کے خروج کی اصلی وجہ بغض معاویہ ہوئی۔

روافض

یہ مدعیان محبت اہل بیت بھی بغض امیر معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں اور اس بیماری کا نتیجہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حضرات اہل بیت اطہار سے درپردہ متنفر ہیں چنانچہ ان میں سے بعض بارہ اماموں کے ماننے پر اور بعض صرف چھ کے ماننے پر اور بعض صرف تین اماموں کے معتقد ہونے پر مجبور ہیں۔ ورنہ محبت اہل بیت کا تو لفظاً یہ تھا کہ حضور کے سارے اہل بیت پر ایمان لایا جائے اور حضور کے سارے

اہل قربات پر جان و مال قربان کیا جائے اور مشور کی تمام ازواج پاک، اولاد پاک پر دل سے فدا ہوں یہ فہرست بنانا کیا معنی کہ ہم تو اہل بیت میں صرف بارہ کو یا چھ کو یا تین کو مانیں گے۔ باقی کو نہیں۔ پتہ لگا کہ بغض معاویہ کی بیماری نے محبت اہل بیت کی جگہ دل میں چھوڑی ہی نہیں۔

ہم نے گزشتہ زمانہ میں شیعہ حضرات کو خود دیکھا تھا کہ ماتم میں حسن حسین دونوں حضرات کا نام لیتے تھے لیکن موجودہ ماتم میں امام حسن کا نام شریف اُڑا دیا گیا۔ فیض آباد کے ضلع میں صرف علی مولیٰ حیدر مولیٰ کے نام پر ماتم ہوتا ہے اور پنجاب میں سینہ کوٹے وقت یا حسین یا حسین کی صدا ہوتی ہے۔ آخر یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح فرما کر ان کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی تھی۔ بھلا کیسے ہو سکتا تھا کہ بغض معاویہؓ والے اس میں امام حسنؓ کی محبت کی گنجائش رہ جاتی، بغض معاویہؓ کا یہ انجام ہے۔

پہلا شخص

یار امیر معاویہؓ بڑے فاسق و ظالم تھے۔ اہل بیت اطہار کے سخت دشمن تھے۔ انہوں نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا اور ان کی وجہ سے ہزار ہا مسلمانوں کا خون بہا، مسلمان عورتیں بیوہ ہوئیں، مسلمان بچے یتیم ہوئے۔ حضرت علیؓ کو ستایا اور جس نے علیؓ کو ستایا اس نے رسول کو ستایا اور جس نے رسول کو ستایا اس نے رب کو دکھ دیا۔ بھلا ایسا شخص کب سچا مسلمان ہو سکتا ہے۔ غضب ہے کہ لوگ معاویہؓ کو بھی پرہیزگار مانتے ہیں۔

دوسرا شخص

یار بات گے کی نہیں چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ اہل بیت کو سب نے ہی جی بھر کر سب سے رسول سے رضی اللہ عنہ نے ایسی حرکتیں کیں کہ تو بہ بھی۔ حضرت عائشہؓ صدیق اکبرؓ سے طعن و لعن (عشر و عشرہ والے) اور جنگ جمل دشمن کے تمام

والوں جو حضرت عائشہؓ یا معاویہؓ کے ساتھی تھے۔ سب ہی اہل بیت کی عداوت سے بھر پور تھے سب نے ہی حضرت علیؓ کے خلاف ہر آزمائی کی۔

تیسرا شخص

یار میرا دل تو کہتا ہے کہ معاویہؓ جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر امام حسن کو بھی بیعت نہ کرنا چاہیے تھی۔ امام حسنؓ نے بڑی بزدلی دکھائی کہ معاویہؓ سے صرف صلح ہی نہ کی بلکہ ان کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ امام حسینؓ کی طرح مرو میدان بن کر دُست گرد مقابلہ کرنا چاہیے تھا۔ امام حسینؓ پر جان قربان نہ جان دے دی مگر ملعون یزید کی بیعت نہ کی۔ امام حسنؓ کو کم از کم اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے ہی سبق لیتا چاہیے تھا کہ دین کی حمایت اور خلافت کی حفاظت میں کسی نقصان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کا ہمت سے مقابلہ کیا امام حسنؓ نے کیوں ایسا نہ کیا۔

چوتھا شخص

یار امام حسنؓ کے صلح کے وقت امام حسینؓ کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ بھی خاموش رہے اور اپنے بھائی کو نہ سمجھایا نہ ان سے قطع تعلیق کیا۔ یہاں ہی امیر معاویہؓ امارت کا قلع قمع کر دیا ہوتا تو اگر بلا والا واقعہ ہی پیش نہ آتا، معلوم امام حسینؓ اس وقت کیوں نہ موش رہے اور کربلا والی ہرأت و ہمت امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں کیوں نہ دکھائی۔ یار لوگو کا معاملہ ہے کیا کہیں لیا نہ کہیں۔

پانچواں شخص

یار بات دور تک پہنچی ہے کہنے کی ہمت نہیں ہوتی، وہ نہ اُتر فو کی جائے تو جی علیؓ حضرت علیؓ سے ہی ہو گئی کہ انکار نہ کرنا چاہیے۔ معاویہؓ سے صلح کر لی اور خلافت سے انکار نہ کیا۔ یار لوگو کا معاملہ ہے کیا کہیں لیا نہ کہیں۔

ایہ معاویہ پر ایسا لعنہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صلح میں ہوئی ساری ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہے۔ وہ اللہ کے شیر مظلوم معاویہ کی اہانت کی جزا کاٹ کر رکھ دینی ہوتی تاکہ آنکھوں پر واقعات ہی رونما نہ ہوتے۔

چھٹا شخص

یار اگر جی چاہو تو ان تمام فتنوں کی جڑ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کی کہ معاویہ کو اپنے زمانہ خلافت میں شام کا گورنر مقرر کر گئے اگر یہ گورنری معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ ملتی تو آئندہ ان کے دل میں خلیفہ بننے کا شوق نہ پیدا ہوتا۔ ان تمام فتنوں کی جڑ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم کی ہوئی ہے۔

ساتواں شخص

یار ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم دیا ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے دشمن اہل بیت کو اپنی بارگاہ میں بازیاب کیوں ہونے دیا کہ انہیں اپنا کاتب وحی مقرر کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام حبیبہ سے نکاح کر کے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا سالانہ بننے کا موقع دیا۔ پھر ان کے فضائل بیان کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہمت اور جرأت پیدا کی۔ ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس معاملہ میں اغوش واقع ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کھانا حضور کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بازیاب کرنا بڑی غرایبوں کا باعث ہوا۔ (لَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ)

آٹھواں شخص

یار میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن تو حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہ کی تعریف یوں کرتا ہے کہ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (۲۹-۳۸) کہ وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان۔ مگر جب ان تمام جنگجو صحابہ کی تواریخ دیکھی جائے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے لڑ بھڑ کر ہزاروں کوموت

کا شکار بننے والے ہیں یا تو قرآن کی یہ آیت درست نہیں کسی نے ملاوٹ دی ہے اور یا ان تمام جنگ جمل یا سلمین والوں میں کوئی ایسی صحابی نہیں۔ ان کی انیاں ہمارے اسلام پر ایک بدنما داغ ہیں۔

یہ ان لوگوں کی گفتگو ہے جو اپنے کوچی العقیدہ رائج الاعتقاد سچا اور پاک مسلمان سمجھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منتظر ہیں۔ غور کرو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض کی یہ دہریہ کی طرح ایمان کا خاتمہ کر دیتی ہے کہ اگر اس میں زیادہ بحث کی جائے تو پھر نہ سچے طعن سے بچتے ہیں نہ اہل بیت۔ بلکہ پھر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دل میں رہتی ہے نہ قرآن کریم کا وقار۔

فی زمانہ بہت سے سنی کہلانے والے بزرگ بغض معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں۔ اہل دل حضرات اس حالت پر خون کے آنسو روتے ہیں اس نازک حالت کو دیکھتے ہوئے مجھے میرے محترم بزرگ حضرت سید چیر محمد معصوم شاہ صاحب قادری ساکن سادہ چک ضلع گجرات نے فرمائش کی کہ کوئی رسالہ ایسا تحریر کرو جس میں اس بیماری کا مکمل علاج ہو جس سے مسلمانوں کے دل صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی محبت سے بھر پور ہو جائیں اور لوگوں کے دلوں میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت و عظمت قائم ہو ان کی طرف دل مائل ہوں اور ان صحابی رسول کا وقار دلوں میں قائم ہو۔ میں نے ان کے اس جذبہ کی قدر کرتے ہوئے اس رسالہ کی طرف توجہ کی۔

خیال رہے کہ اس رسالہ میں ان سنی حضرات سے خطاب ہے جو کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بددل ہیں ان کی عظمت کے انکار دہی ہیں۔ شیعہ حضرات سے اس مسئلہ پر گفتگو کرنا ایسے ہی بیکار ہے جیسے غیر مسلم سے نماز وضو کے مسائل پر منظرہ کرنا اُس سے تو پہلے حقانیت اسلام پر گفتگو کرنا چاہیے۔ اسی طرح شیعہ حضرات سے پہلے اس پر گفتگو کی جائے کہ آیا قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے یا نہیں اگر ہے تو محفوظ ہے یا تو ریت و انجیل کی طرح اس میں بھی تحریف ہو سکتی ہے یا

خلافت صدیقی و فاروقی برحق ہے یا نہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے۔ ان سے پہلے تو خانیت قرآن اور حقانیت خالق کے راشدین و رقام اہل بیت کی حقانیت کا اقرار کر لیا جائے۔

اس رسالہ کا وہ ہی طریقہ ہوگا جو باہق و سلطنت مصطفیٰ و غیرہ کتب کا ہے۔ یعنی اس میں ایک مقدمہ ہوگا اور دو باب مقدمہ میں صحابہ کرام اور اہل بیت کرام کی حقانیت اور ان کے فضائل بیان ہوں گے اور پہلے باب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مراتب دوسرے باب میں ان پر اعتراضات اور ان کے جوابات مذکور ہوں گے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ نظر انصاف سے اس رسالہ کو بغور مطالعہ فرمادیں اور حق قبول کرنے میں تامل نہ کریں اور مجھ فقیر کے لیے دعا کریں کہ رب تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی خالامی نصیب کرے اور ان کے تمام صحابہ کبار اہل بیت اطہار کی چچی محبت نصیب کرے اور حضور کے ان جاں نثاروں کے غلاموں میں حشر نصیب فرمائے۔

جو کوئی اس رسالہ سے فائدہ اٹھائے وہ مجھے اپنی دعائے خیر میں رکھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ. آمِينَ بِرَحْمَتِهِ
وَهُوَ أَزْهَمُ الرَّاحِمِينَ.

احمد یار خان

خطیب جامع چوک پاکستان گجرات

۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ و ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء

اس رسالہ کی تصنیف میں حسب ذیل کتب سے امداد لی گئی ہے:

قرآن کریم، ترمذی شریف، بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مرقاۃ، اشع اللغات، صواعق محرقہ، تطہیر الجنان وغیرہ۔ آخر میں ایک خاتمہ شامل کیا گیا ہے جس میں چند ضروری ہدایات اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندی و حضور غوث الثقلین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال طیبہ و طاہرہ ہیں۔

مقدمہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی ہیں اور حضور کے سبھی و سرالی رشتہ دار بھی جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا اس لیے اس مقدمہ میں صحابہ اور اہل بیت کے متعلق کچھ ضروری باتیں عرض کی جاتی ہیں پہلے انہیں غور سے مطالعہ کر لیا جائے پھر اصل کتاب ملاحظہ فرمائی جائے تاکہ پورا پورا فائدہ ہو۔

صحابی

نمبر ۱: صحابی وہ خوش نصیب مومن ہیں جنہوں نے ایمان و ہوش کی حالت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھا یا انہیں حضرت کی صحبت نصیب ہوئی پھر ان پر خاتمہ بھی نصیب ہوا لہذا حضرت ابراہیم طیب و طاہر فرزند ان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچپن ہی میں وفات پا گئے صحابی نہیں کیونکہ انہوں نے شیر خوارگی میں حضور کو دیکھا جب کہ ہوش نہیں ہوتا اور سیدنا عبد اللہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی ہیں کیونکہ وہ بزرگ اگرچہ نابینا ہونے کی وجہ سے حضور کو دیکھ نہ سکے مگر اس صحبت پاک میں تو

حاضر ہونے اور بولنا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مرتد ہو کر مرے جیسے مسیّد کذاب پر ایمان لے آنے والے۔ وہ صحابی نہیں کیونکہ صحابیت میں ایمان پر خاتم ہونے کی شرط ہے البتہ وہ لوگ جو مرتد ہو کر پھر ایمان لے آئے۔ جیسے اشعث ابن لیث یا زمانہ صدیقی میں زکوٰۃ کے منکر جو بعد میں تائب ہو گئے وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی ہیں۔ (ازمرقاۃ و اشعث بالمعانی وغیرہ)

نمبر ۱۲: اسلام میں صحابیت سب سے بڑا درجہ ہے۔ تنقیہ کے بعد صحابی ہی اعلیٰ رتبہ والے ہیں۔ تمام دنیا کے اولیاء انقلاب ابدال غوث صحابی کی گردنوں میں تلخی کے اور کیوں نہ ہو کہ صحابی صحت یافتہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔ اس کے مکمل دلائل مختصر یہ بیان ہوں گے۔

یوں سمجھو کہ جہاد کرنے والا غازی ہے قرآن پڑھنے والا قاری نماز پڑھنے والا نمازی اسلامی فیصلے کرنے والا قاضی کعبہ کو دیکھ آنے والا حاجی مگر چہرہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنے والا مومن صحابی ہے۔ حضور کے بعد مسلمانوں میں حاجی غازی نمازی قاضی سب ہو سکتے ہیں مگر صحابی کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے۔

نمبر ۳: کل صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ یعنی انبیاء کی تعداد کے برابر پھر جیسے انبیاء کرام مختلف درجے والے ہیں ایسے ہی صحابہ کرام مختلف مرتبہ والے رب تعالیٰ انبیاء کرام کے بارے میں فرماتا ہے:

بَلِّغْكَ الرَّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ
عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

اور ان میں سے کلام کیا اور بعضوں کو

اور صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہادی ہوتا ہے:

لَا يَسُوئِي سَرُّهُمُ مِنْ أَنْفَقِ مَنْ
أَمَرَ الْفَتْحَ وَقَاتِلَ أُولَٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا
مَنْ سَعِدَ وَفَاتَلَا وَكَلَّأَ وَعَدَا
لِللَّهِ الْحُسْنَىٰ (۵۷-۱۱)

پھر جیسے سارے فرشتوں میں چار سردار اور سارے نبیوں میں چار تنفیہ پڑی ہیں عثمان والے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام داؤد علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی تمام صحابہ کرام میں چار صحابہ بہت ہی اعلیٰ شان والے یعنی خلفائے راشدین ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی علی حیدر کرار جوان اللہ علیہم اجمعین پھر عشرہ مبشرہ پھر عالم اہل بدز پھر عالم اہل احد پھر تمام بیعت الرضوان والے پھر بیعت عقبہ والے پھر سابقین یعنی وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی پھر فتح مکہ کے دن یا ان کے بعد ایمان لانے والے۔ (مہرقۃ شرح مشکوٰۃ)

نمبر ۴: خلفائے راشدین کے فضائل شمار سے باہر ہیں۔ ان لوگوں کے ناموں کو رب تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرب حاصل ہے کہ جان اللہ لا الہ الا اللہ کے حرف بارہ ہیں اسی طرح محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق عمر ابن الخطاب عثمان ابن عفان علی ابن ابی طالب تمام میں بارہ بار حرف ہی ہیں۔ حضور نے فرمایا حبیب السقرون قرنی یعنی تمام زمانوں میں میرا زمانہ زیادہ بہتر ہے۔ قرنی میں قی صدیق اکبر کی۔ عمر کی ان عثمان کی علی کی طرف اشارہ ہے گویا ان بزرگوں کا زمانہ حضور ہی کا زمانہ ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۶۳ سال ہوئی۔ اسی طرح ان تمام خلفاء اربعہ میں سے ہر ایک کی عمر شریف ۶۳ سال ہی ہوئی سوائے حضرت عثمان کے۔

نمبر ۵: جیسے ایک لاکھ چوبیس ہزار غیبروں میں سے ہر غیبر نبی اور تمام دنیا سے اعلیٰ ہیں اس نبوت کی صفت میں تمام یکساں ہیں مگر بعض غیبروں کے کچھ خصوصی صفات قرآن یا حدیث میں بیان ہوئے بعض کے صرف نام آئے اور اکثر وہ ہیں جن کے نام سے بھی دنیا واقف نہیں مگر ایمان سارے نبیوں پر ہے۔ کسی کی توہین کرنا کفر ہے۔ اسی طرح تمام صحابہ وصف صحابیت میں برابر ہیں مگر پھر ان میں سے بعض بزرگوں کے خصوصی فضائل قرآن یا حدیث میں وارد ہوئے اور کچھ بزرگوں کے نام صرف ہی معلوم ہو سکے اور اکثر کے نام شریف کی بھی خبر نہیں مگر صحابیت میں سب یکساں ہیں سب کی تعظیم و توقیر واجب ہے کسی صحابی کی گستاخی سخت محرومی کا باعث ہے جس پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ وارد ہیں۔

نمبر ۶: کوئی صحابی فاسق یا فاجر نہیں سارے صحابہ متقی پر ہیزار گار ہیں یعنی اولاً تو ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتے اور اگر سرزد ہو جائیں تو رب تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور دو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ مجھے پاک فرمادو۔ صحابیت اور فتنہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسے اندھیرا اور اجالا جمع نہیں ہو سکتے۔ جس طرح نبی گناہ سے معصوم ویسے ہی سارے صحابہ فتنہ سے مامون و محفوظ ہیں کیونکہ قرآن کریم نے ان سب کے عادل متقی پر ہیزار گار ہونے کی گواہی دی اور ان سے وعدہ فرمایا مغفرت و جنت کا رب فرماتا ہے:

۱- وَالَّذِينَ لَهُمْ كَلِمَةٌ لِّلْقَوٰی وَتَحٰلٰتُوْا اٰخِرَیْہَا وَ اٰہْلِہَا۔ (۳۸-۳۹)

۲- اِنَّ الدِّیْنَ یَغْضُوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُوْلَیْکَ الدِّیْنُ الْمُتَحٰنِ اللّٰہُ فَلَیْلَیْہُمْ لِّلْقَوٰی (۳۹-۴۰)

۳- اُوْلَیْکَ مُبْرَءُوْنَ مِمَّا

اللہ نے پرہیز گاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اس کے مستحق تھے۔

جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور میں پست رکھتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کیسے پرکھ لیا۔

یہ ان الزاموں سے بری ہیں جو لوگ

۴- لَمَّا لَوْنُہُمْ شَفِیْفَرُہٗ وَرُوْقُہُمْ۔ (۳۸-۳۹)

و تَحٰلٰتُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الْحَسٰبٰی۔ اور سارے صحابہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا (۳۸-۳۹)

اُوْلَیْکَ ہُمْ الصّٰدِقُوْنَ۔ یہ صحابہ سچے ہیں۔ (۳۹-۴۰)

۵- رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ اللہ ان سے راضی یہ اللہ سے راضی ہیں۔

۶- وَحَسْرَۃُ الیَّکُمُ الْکُفْرُ وَالْفُسُوْقُ۔ اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر فتنہ اور

و الْبَعْضِیَّانَ۔ (۴۰-۴۱)

یہ صفات فاسقوں کے نہیں ہو سکتے بہر حال سارے نبی معصوم اور سارے صحابہ فتنہ سے محفوظ ہیں بلکہ رب نے گناہوں سے ان کے دلوں میں ایسی گھن رکھی جیسے ہمارے دلوں میں گند یوں پلید یوں ہے۔

نمبر ۸: تاریخی واقعات ۹۵ فیصدی غلط اور بکواس ہیں۔ تاریخ اپنے مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ان میں ردافض اور خوارج کی آمیزشیں بہت زیادہ ہیں جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فتنہ ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ قرآن انہیں عادل متقی فرما رہا ہے قرآن سچا ہے اور تاریخ جھوٹی مؤرخ یا محدث یا راوی کی غلطی مان لینا آسان ہے مگر صحابی کا فتنہ ماننا مشکل ہے کیونکہ اسے فاسق ماننے سے قرآن کریم کی تکذیب لازم آئے گی۔

نمبر ۹: صحابی کو فاسق ماننے سے نہ قرآن صحیح رہ سکتا ہے نہ کوئی حدیث قابل اعتبار غرضیکہ تمام دین و رہم برہم ہو جائے گا کیونکہ رب کریم قرآن کے بارے میں فرماتا ہے۔

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ اِسْ كِتَابٌ مِّنْ كُتُبِ الْوَحْيِ ۚ
هٰذَا الَّذِي اُنْزِلَ فِيْهِ

کے لئے ہدایت ہے

اور ظاہر ہے کہ قرآن جب ہی شک اور تردد سے پاک و صاف مانا جاسکتا ہے جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام پر کسی قسم کا شبہ نہ ہو وہ امین ہوں کہ جیسا رب سے لیں دیا ہی بغیر فرق کئے حضور تک پہنچا دیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سچے امین ہوں کہ جیسا حضرت جبریل سے قرآن لیں دیا ہی صحابہ تک پہنچا دیں پھر سارے صحابہ عادل ثقہ متقی دیا مندر پر بیزگار ہوں کہ جیسا حضور سے قرآن لیں بلا فرق اور بلا کسی بیشی امت تک پہنچا دیں تو قرآن کی حقانیت کیلئے جیسے حضرت جبریل علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امین 'سچا' پاک باز پر بیزگار ماننا ضروری ہے ایسے ہی صحابہ کو عادل 'ثقہ' امین ماننا لازم ہے کیونکہ اگر یہ حضرات فاسق و فاجر ہوں تو پھر قرآن کا اعتبار نہ رہے گا کیونکہ احتمال یہ ہوگا کہ شاید صحابہ نے اپنی طرف سے قرآن میں غلط ملط یا تبدیلی کر دی ہو۔

مثلاً اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر فسق و فجور کا شبہ کیا جائے تو امیر معاویہ علیہ السلام کا تب وہی تھے لہذا شبہ ہوگا کہ نہ معلوم انہوں نے درست کتابت کی یا غلط اسی طرح جس صحابہ کو فاسق کہا جائے گا تو قرآن کی وہی آیت مشکوک ہو جائے گی جو ان صحابی سے حاصل ہوئی۔ غرضیکہ صحابہ کرام کے مومن 'صادق' امین 'عادل' ثقہ ہونے پر قرآن کی حقانیت موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم پر احادیث اور تورات و انجیل کی طرح کتابی شکل میں نہ بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کو کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا بلکہ آیات قرآن کو صحابہ کرام کے پاس منتشر حالت میں چھوڑا۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کی مدد سے جمع فرمایا تاکہ سارے مسلمان حقانیت قرآن کے سلسلہ میں صحابہ کرام کو پر بیزگار متقی اور مومن ماننے پر مجبور ہوں۔

یہ تو قرآن کا حال تھا اب رہی حدیث تو ظاہر ہے کہ تمام احادیث کی حقانیت اور مدار صحابہ کرام کی حقانیت پر ہے کہ ہم نے جو احادیث سنیں وہ صحابہ کرام کے ایہ سنیں۔ اگر یہ حضرات فاسق ہوں تو کوئی حدیث قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ راق کی بات کا اعتبار نہیں۔ اب کہیے کہ صحابہ کو فاسق مان کر آپ کیسے مسلمان روکتے ہیں۔ اگر ریل کا پہلا ڈبہ جو انجن سے متصل ہو وہ ہی انجن سے کٹ کر گر جائے تو پچھلے ڈبے کیسے سلامت رہ سکتے ہیں۔ صحابہ کرام تو اسلام کا اگلا ڈبہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ وابستہ ہیں۔ اگر ان کا ایمان درست نہیں تو پھر قیامت تک کسی مسلمان کا ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۱: صحابہ کرام کے سینہ آپس کے کینہ بغض و حسد سے بالکل پاک و صاف تھے کیونکہ قرآن کریم ان کے متعلق اس طرح صفائی بیان فرما رہا ہے:

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ۚ
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ۚ
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ۚ
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ۚ

اور وہ جو رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم و کرم والے۔

(۲۸-۲۹)

جب رب تعالیٰ ان کے متعلق اعلان فرما رہا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ صحابہ کرام کی تمام جنگیں اللہ کے لیے تھیں نفس کے لیے نہ تھیں۔ ان میں سے بعض کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ بعض بالکل حق پر تھے مگر جن سے جو غلطی ہوئی وہ اجتہادی تھی جو شرعاً حرام نہیں اس کا کھلا ہوا ثبوت ان امور سے ملتا ہے:

(۱) امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جنگ جمل میں شکست دی اور جب حضرت عائشہ کا اونٹ جس پر آپ سوار تھیں گر آیا گیا تو انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ نہایت احترام و عزت کے ساتھ والدہ محترمہ کا سوا ب فرماتے ہوئے مدینہ منورہ واپس پہنچا دیا نہ ان کے مال پر قبضہ کیا نہ ان کے کسی

سپاہی پر کوئی سختی فرمائی۔ جب ثوار راج نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ نے دشمن پر قبضہ پا کر اسے چھوڑ کیوں دیا تو آپ نے جواب دیا کہ عائشہ صدیقہ بحکم قرآن ہماری ماں ہیں رب فرماتا ہے:

خَوِّشْ عَلَيْهِمْ غَلِيظَتَكَ (۳۰-۲۳) تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں۔

اگر تم حضرت عائشہ کو ماں نہیں مانتے تو کافر اور کفرانوں ماں جان کر ان کو لوفی بنا کر رکھنا جائز مانتے ہو تو کافر (صواعق مخرقہ) بتاؤ اگر یہ جنگ نفسانی ہوئی اور امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے سینے میں عائشہ صدیقہ کا کینہ ہوتا تو اس وقت ثوار کے ایک ہی وار میں کام تمام تھا یہ ثوار کیوں نہ چلی کیسے چلتی تھی پر جنگ تھی نفس پر نہ تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(ب) علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ میں عین جنگ کے زمانہ میں حضرت عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی علی مرتضیٰ کے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ امیر معاویہ نے ان کا بہت ادب و احترام کیا۔ ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ اس دوران حضرت عقیل فرمایا کرتے تھے کہ دین علی کی طرف ہے (صواعق مخرقہ) کہیے اگر نفسانی جنگ تھی تو یہ برتاؤ کیسے؟

(ج) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شاعر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں قصیدہ پڑھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے حد تعریف فرمائی۔ امیر معاویہ ہر شعر پر جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ واقعی علی رضی اللہ عنہ ایسے ہی ہیں اور قصیدے کے شتم پر شاعر کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سات ہزار اترنی انعام دیا۔ کسی نے پوچھا کہ اے امیر جب آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایسے معتقد ہیں تو پھر ان سے جنگ کیوں کر رہے ہیں۔ جواب دیا المملک عقیقہ یعنی یہ مذہبی جنگ نہیں۔ ملکی معاملات کی جنگ ہے یعنی خون حضرت عثمان کی۔

(کتاب الناہبہ)

(۱) ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آج میں آپ کو ایسا نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو آج تک کسی نے کسی کو نہ دیا ہو۔ یہ کہہ کر چار لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کی جو امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی۔ (کتاب الناہبہ) انشاء اللہ یہ پوری بحث آگے آنے کی۔ بہر حال قرآن شریف کی وہ آیت پڑھو اور یہ واقعات دیکھو تو یقین ہوگا کہ ان کی انیاس نفسانی نہ تھیں اللہ کے لیے تھیں۔

دعوت حق میں تھی دوز اور بھاگ ان کی شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہاں جہاں کر دیا نرم نرم گئے وہاں لہذا جو تاریخ جو روایت یہ بتائے کہ ان حضرات کے دلوں میں ایک دوسرے کا حسد تھا ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے یا ان کے سینے کینے سے بھرے ہوئے تھے وہ تاریخ جھوٹی ہے وہ روایت غلط وہ راوی غلط گو ہے کیونکہ قرآن کے خلاف ہے قرآن انہیں ایک دوسرے پر رحم و کریم فرما رہا ہے۔ غرض کہ قرآن سچا ہے اور اس کے مقابل تمام روایات تاریخی واقعات جو قرآن کو جھوٹا کریں وہ سب غلط ہیں۔

لطیفہ: ایک سنی اور شیعہ کا مناظرہ ہوا۔ سنی نے شیعہ سے سوال کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمہارے نزدیک اب عذاب میں ہیں یا راحت میں۔ شیعہ نے کہا عذاب میں سنی نے پوچھا کہ رب فرما رہا ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ. اللَّهُ أَنْتَ ابْنُ عَذَابٍ. دے گا حالانکہ ان میں آپ ہیں۔ (۳۳-۸)

جب نبی کا موجود ہونا عذاب نہیں آنے دیتا تو وہ دونوں آغوش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو رہے ہیں اور حضور ان کے ساتھ ہیں پھر عذاب کیسے آگیا نیز یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس سبز گنبد میں جہاں ستر ہزار فرشتہ ہر وقت صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں دوزخ کی آگ پہنچے۔ اگر صدیق و فاروق پر (پناہ و نجات) عذاب قبر ہو رہا ہے تو لازم

میں وارد ہوئیں۔ جیسے کہ خلافت صدیقی کے بارے میں ۴ آیات صدیق اکبر کے فضائل میں بارہ آیات فضائل عمر فاروق میں ۱۴ حضرت علی المرتضیٰ و حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل میں سورہ احزاب کی آیات۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و عصمت و وقت میں سورہ نور کی ۱۹ آیات وغیرہ اگر ہم کو اس رسالہ کی طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ تمام آیات تفصیل وار مع تفسیر کے لکھتے۔ اب جس کو شوق ہو وہ ہمارے گہرست القرآن کا مطالعہ کرے۔

دوسری قسم کی وہ آیات و احادیث جو عام صحابہ کرام کے فضائل میں وارد ہیں وہ بھی بہت ہیں ہم بطور اختصار کچھ آیات پیش کرتے ہیں۔ ناظرین اپنے رب کا فرمان دیکھیں اور غور کریں کہ رب کریم نے کس شان سے صحابہ کرام کے تقویٰ طہارت ایمان دیانت اصدق امانت عدالت وغیرہ کا اعلان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

(۱) لَا يَسْخَرُونَ مِنْكُمْ مِنْ الْفَقْرِ
مَنْ قَبْلَ الْفَتْحِ وَقَتْلَ ۚ أُولَٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوْا
مَنْ يَعْلَمُ وَقَاتِلُوا ۚ وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ
الْحَسَنَىٰ (۱۰-۵۷)

(۲) وَالَّذِينَ مَعَهُ إِشْدَاءُ عَلٰی
الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا
سُجَّدًا۔

(۳) كَرَزِعٌ أَخْرَجَ شَعَاهُ فَازَرَهُ

وَلِيَّكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَالَّذِينَ مَعَهُ إِشْدَاءُ عَلٰی
الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا
سُجَّدًا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے عبادات ان کے رکوع سجدے ان کی رخصت میں رحیم و کریم ہونا وغیرہ کا اعلان فرمایا۔ ساتھ ہی ان بد بختوں پر کفر کا ثبوت دیا جو کسی صحابی سے جملے یا نفرت کرے۔ قرآن نے عرصہ کفر کا ثبوت صحابی کے ذہن پر ہی دیا ہے۔ اس سے عبرت پکڑنا چاہیے۔

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ
قَبْلِهِمْ يَكْفُرُونَ ۚ فَنَجِّنِي مِنْ هَاجِرِ الْبَيْتِ
وَلَا يَجِدُونَ فِيَّ صُدُورَهُمْ
حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلٰی
الْأَنْفُسِ ۚ وَلَوْ كُنَّا بِهَمِّ
حَصَاةٍ ۚ وَمَنْ يُؤْكَلْ شُحُّ نَفْسِهِ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۵۹-۸)

اس آیت میں رب نے سارے صحابہ مہاجرین کو اعمال و ایمان کا سچا فرمایا۔ اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ) میں ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو سخت محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہ ہی کامیاب ہیں۔

اس آیت میں رب نے سارے انصار کے ایمان سخاوت مہمان نوازی اور ان کی کامیابی کی گواہی دی۔

(۶) وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ (۵۱-۱۰۰)

ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے گزرے ایمان کے ساتھ اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ ڈال۔ اے رب ہمارے لیے تو رؤوف و رحیم ہے۔

اس آیت میں رب نے بعد میں قیامت تک کے مسلمانوں کی پہچان نہ بتائی کہ وہ تمام صحابہ کے دعا گو ہیں اور ان کے سینے صحابہ کے کینوں سے صاف ہیں یعنی مسلمانوں کی کل تین جماعتیں ہوں گی۔ صحابہ مہاجرین صحابہ انصار اور ان سب کے دعا گو خیر خواہ سچے غلام۔ اب بتاؤ کسی صحابی سے بغض رکھنے والا کس زمرہ میں ہے صحابہ سے بغض رکھنے والا مسلمانوں کی تینوں جماعتوں سے خارج ہے۔

(۷) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (۸-۷۳)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت و جہاد کئے اور جنہوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہ سب سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

اس آیت میں رب نے سارے صحابہ مہاجرین انصار کا نام لے کر ان کے سچے مومن ہونے اور ان کے مقبول بارگاہ الہی ہونے کا اعلان فرمایا

(۸) إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاعَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلْتَفْقَرُوا

بیشک وہ جو رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہ یہ ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے

لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُوهُ أَوْ لَا تَذَكَّرُ بِهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۹۰-۲۹)

پرکھ لیے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اس آیت میں رب نے تمام حاضرین بارگاہ نبوی یعنی صحابہ کرام کے متقی ہونے اور ان کی مغفرت اور بڑے ثواب کا اعلان فرمایا:

(۹۱) وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۹۲-۲۹)

اور رب نے پرہیزگاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اس کے اہل تھے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کے لیے تقویٰ و طہارت ایسی لازم ہے جیسے سورج کے لیے روشنی اور آگ کے لیے گرمی جیسے آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکتی سورج کا انہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی کوئی صحابی فاسق یا غیر عادل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَدَّمُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمْ فِي السَّعَادَةِ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ لَنَنصُرَهُم بِاِحْسَانِ اللَّهِ وَرِزْقُونَهُمْ أَعَدَّ اللَّهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۹۳-۱۰۰)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجرین و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہونے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں وہ بارگاہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں تمام صحابہ کے متعلق تین چیزوں کا اعلان ہوا۔ اللہ ان سے راضی ہو چکا وہ اللہ سے راضی ہو چکے۔ جنت اور وہاں کی نعمتیں ان کے نامزد ہو چکیں۔

(۱۱) فَانصُرُوا بِغُلَاظِ قُلُوبِكُمْ لِذَلِكَ وَلَسَتْ مِنْكُمْ خِيفَةٌ لَّيْسَ الْخِيفَةُ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا وَلَكُمْ نَاصِرٌ ظَاهِرٌ وَلَكُمْ نَاصِرٌ خَفِيٌّ وَلَكُمْ نَاصِرٌ مُبِينٌ (۱۲-۱۳۷)

پھر اگر وہ بھی ایسا ہی ایمان لائیں جیسا کہ اے صحابہ تم لائے تو وہ ہدایت پالیں گے۔

نمبر ۱۱: وار قطنی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ہم اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرے گی مگر وہ ایسی نہ ہوگی کیونکہ وہ ابو بکر و عمر کو برا کہیں گے۔ یہ روایت حضرت فاطمہ زہرا ام سلمہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی کچھ فرق کے ساتھ مختلف طریقوں سے مروی ہے۔

نمبر ۱۲: طبرانی اور ابوالعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ایسے ہیں جیسے کھانے میں نمک کہ کھانا بغیر نمک کے ٹھیک نہیں ہوتا (کسی کا ایمان بغیر میرے صحابہ کے ٹھیک نہیں ہو سکتا)

اہل بیت اطہار

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں کے سردار ہیں ویسے ہی حضور کے اہل بیت اطہار تمام اہل بیت کے سردار ہیں۔ حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ کے سردار حضور کے والدین ماجدین تمام نبیوں کے فیور نبی ماں باپ کے سردار حضور کا شہر مبارک تمام نبیوں کے شہروں سے افضل حضور کا زمانہ شریف تمام نبیوں کے زمانہ سے افضل غرض کہ سرداری ان کے قدم شریف سے وابستہ ہے جس چیز یا جس شخص کو اس ذات کریم سے نسبت ہوگئی سرداری اس کے دامن سے وابستہ ہو گئی۔ اہل بیت اطہار کے فضائل میں بہت آیات اور بہت احادیث وارد ہیں جو ہم نے فہرست القرآن میں جمع کی ہیں۔

اولاً یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضور کے اہل بیت کون ہیں۔ لفظ اہل کے لغوی معنی میں والا اسی لیے کہا جاتا ہے اہل علم اہل دولت اہل ملک وغیرہ۔ یعنی علم والا دولت والا ملک والا لہذا اہل بیت کے معنی ہوئے گھر والے اسی اہل سے آل بنایا بھی اہل کے معنی میں ہی ہے مگر اہل کی نسبت انسان گھر علم دولت سب کی طرف ہو جاتی ہے۔ مگر آل کی نسبت صرف دنیاوی یا دینی عزت و وجاہت والے انسان کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اصطلاح میں آل بیوی بچوں کو بھی کہا جاتا ہے اور خاص خدام کو بھی

ان کریم نے حضرت عمران کی بیوی بچوں کو آل عمران فرمایا کہ بلکہ ایک سورۃ کا یہ آیت عمران رکھا گیا جس میں عمران کی بیوی حد اور عمران کی بیٹی حضرت مریم کا نام ہے اور فرعون کی پولیس و خدام کو قرآن نے آل فرعون فرمایا۔ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ
اور جب ہم نے تم کو فرعون کی آل سے نجات دی۔ (۲۵۰-۲)

فرعون لا ولد تھا لہذا یہاں آل فرعون سے مراد اس کے خدام ہی ہیں۔ اصطلاح میں اہل بیت گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔ اہل بیت نبی کے معنی ہیں۔ نبی کے گھر والے پھر گھر والا ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کے گھر ہی میں پیدا ہوں اور گھر ہی میں رہیں۔ جیسے حضور کے چاروں فرزند ارجمند طیب طاہر قاسم ابراہیم۔ دوسرے یہ کہ نبی کے گھر میں پیدا ہوں مگر پھر بعد میں دوسرے گھر میں رہیں۔ جیسے حضور کی چاروں صاحبزادیاں زینب کلثوم رقیہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہم کہ حضور کے گھر میں پیدا ہوئیں مگر نکاح کے بعد اپنے سرال میں رہیں۔ حضرت زینب ابوالعاص کے رقیہ و کلثوم عثمان ابن عفان کے گھر فاطمہ زہرا علی مرتضیٰ کے گھر رضی اللہ عنہم۔ ان دونوں کو اہل بیت ولادت کہا جاتا ہے۔ تیسرے وہ جو پیدا اور جگہ ہوں مگر بعد میں حضور کے گھر میں رہیں۔ جیسے حضور کی ازواج مطہرات کہ ان کی ولادت اپنے والدین کے گھر ہوئی مگر حضور کے نکاح میں آکر حضور کے گھر میں رہیں انہیں اہل بیت سکونت کہتے ہیں۔ یہ تینوں قسم کے حضرت اہل بیت رسول ہیں۔ ہماری اردو محاورہ میں بھی تمام بیوی بچوں کو اہل بیت خانہ یا عیال و اطفال یا گھر والے کہا جاتا ہے۔

لہذا حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد صاحبزادے صاحبزادیاں اور تمام ازواج حضور کے اہل بیت ہیں۔

(تفسیر کبیر۔ مرقاة المفاتیح و غیرہ)

ازواج مطہرات کا اہل بیت نبوت ہونے پر قرآن کی بہت سی آیات ناظر ہیں اور بہت احادیث صحیحہ وارد ہیں لہذا ازواج پاک کے اہل بیت ہونے کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَاذْغَبْكَ مِنْ أَهْلِكَ
تَبَوُّهُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔
(۱۱-۲)

اور یاد کرو اے حبیب جب آپ صبح کو اپنے دولت خانہ سے چھ مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے رب نے اسے (اہلک) فرمایا معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے اہل بیت نبی ہیں۔

(۲) اِنَّ سَائِرَ بَنِي اِسْرَئِیْلَ لَبِئْسَ مَا جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ اَرْحَامًا وَلَیْسَ بِاَهْلِ الْبَيْتِ
وَنُظَاهِرُكُمْ تَطَهَّرُوا۔ (۲۲-۲۳)

اس سارے رگوں میں ازواج پاک سے خطاب ہو رہا ہے۔ اس آیت سے آگے بھی انہیں سے خطاب ہے اور اس کے پہلے بھی اگر اس آیت میں صرف حضرت فاطمہؓ و حسینؓ و حنینؓ ہی شامل ہوں ازواج خارج ہوں تو کلام ربانی میں ایسی بے ترتیبی ہو جائے گی جس کا حل ناممکن ہوگا۔

(۳) فَالْتَقِطْهُ اِلٰی فِرْعَوْنَ لَیْکُوْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ وَّحَرْنَا (۸-۱۸)

نہر سے حضرت آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نکالا تھا آپ فرعون کی بیوی تھیں۔ رب نے انہیں آل فرعون کہا۔ معلوم ہوا کہ قرآنی اصطلاح میں بیوی بھی آل ہے۔

(۴) فَتَحْجَبْنَهُ وَاَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ
پس ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو

العظیم (۲۱-۲۲) بڑی مصیبت سے نجات دی۔

اس آیت میں فوج علیہ السلام کے سب مؤمن بیوی بچوں کو ان کی اہل فرمایا۔
(۶) قَالَتْ یٰوَسَّیْطُیْ اِنَّکَ وَآلَکَ
اَعْمُوْرٌ وَهٰذَا بِنَعْلُیْ سَبْعَ مِطَاطٍ اِنَّ
هٰذَا لَنَاسٍ عَجِیْبٌ قَالُوْا
الْعَجِیْبُیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ وَخَصَّ اللّٰهُ
وَسَرَ کَافَّةً عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ
اِنَّ حَمِیْدًا مَّجِیْدًا (۱۱-۱۲)

اس آیت میں فرشتوں نے حضرت سارہ کو جو ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہیں۔ اہل بیت فرمایا معلوم ہوا کہ ابراہیم کی بیوی ان کی اہل بیت ہیں۔

یہ آیات بطور نمونہ پیش کی گئیں ورنہ قرآن میں بے شمار آیات ہیں جن میں بیوی کو آل یا اہل بیت فرمایا گیا۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَيْرًا میں اپنے گھر والوں پر بھلائی ہی جانتا ہوں۔ (بخاری)

کوئی آیت یا کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس میں فرمایا گیا ہو کہ صرف اولاد اہل بیت ہیں بیویاں اہل بیت نہیں۔ یہ صرف خیال ہی خیال ہے۔ حدیث کساء اس سے دھوکا ہوتا ہے۔ اس کی تحقیق دوسرے باب میں ہوگی انشاء اللہ۔ ہاں یہ ظاہر ہے کہ تمام ازواج پاک میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ بڑی شان والی ہیں کہ جب ازواج بولا جائے تو فوراً انہیں کی طرف ذہن دوڑتا ہے اور اولاد شریف میں حضرت فاطمہؓ زہراؓ اور حضرت حسینؓ سب سے اعلیٰ شان

والے ہیں کہ جب اہل بیت بولا جائے تو یہ ہی حضرات سمجھ میں آتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دو بیویوں کے سوا اور کوئی حضور کی زوجہ ہی نہ ہو یا ان حضرات کے سوا حضور کی اور کوئی اولاد اہل بیت ہی نہ ہو۔

اہل بیت کے فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذروں کی طرح پیش ہیں اور کیوں نہ ہوں۔ جب حضرت جابر کے دسترخوان سے حضور ہاتھ پونچھ لیں تو وہ دسترخوان آگ میں نہ جلے تو وہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کہیں کہیں طاہرین جن کا غیر خون خیر الرسل سے ہے۔ ان کا کیا پوچھنا اور وہ عاتقہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ شریف پر حضور کا وصال ہوا اور جن کے حجرے میں حضور قیامت تک کیلئے آرام فرما ہوں۔ ان کا کیا کہنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت تو دیکھو کہ اوپر پختن پاک میں شامل اور چار یار میں داخل ایک ہاتھ اہل کساء میں ہے تو دوسرے ہاتھ خلفائے راشدین میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نسل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ولایت تقسیم ہوتی ہے۔ علی ہی مشکل کشا ہیں۔

اہل بیت کرام کے فضائل میں دو قسم کی آیات و احادیث وارد ہوئیں۔ ایک وہ جو کسی خاص ہستی کیلئے آئیں دوسری وہ جو عام اہل بیت کیلئے وارد ہوئیں۔ ہم اختصار کے ساتھ دونوں قسم کی کچھ آیات و احادیث پیش کرتے ہیں سنو اور ایمان تازہ کرو۔

(۱) اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۲۳-۲۲)

اللہ ہی چاہتا ہے کہ تم گندگی سے دور رکھے اسے نبی کے گھر والوں اور تمہیں خوب پاک ستھرا رکھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے اہل بیت کو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے

رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ زہرا کے جسم اطہر کو سونگھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مسند احمد) اسی لیے آپ کو کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی اور اسی آیت سے لفظ پختن پاک لیا گیا ہے کہ کساء کی بیٹ سے پختن لیا گیا۔ کیونکہ کسب شریف میں پانچ تن ہی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ زہرا علی مرتضیٰ حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور پاک اس آیت سے لیا گیا۔

اَقْبَلْ لَنَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اے محبوب فرما دو کہ میں تم سے نبوت پر لا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (۲۲-۲۱) اجرت نہیں مانگتا۔ سوا قربت کی محبت کے۔

معلوم ہوا کہ جس نے اہل بیت سے محبت نہ کی۔ اس نے نبی کا حق ہی ادا نہ کیا۔ رب تعالیٰ نصیب فرمادے۔

(۳) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (۳-۱۰۲) اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور الگ الگ نہ ہو۔

صواعق محرقة شریف میں فرمایا کہ جہل اللہ حضور کے اہل بیت کرام ہیں۔ ان کا دامن مضبوطی سے پکڑنا نجات کا ذریعہ ہے اور بھی اس کی تفسیر میں بہت سے قول ہیں۔

(۴) فَاقْبَلْ نَعَالُوا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (۳-۶۱) پس فرما دو کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں۔

اس آیت میں علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا حضرات حسنین کریمین کی ایسی چمکتی ہوئی منقبت ہے کہ جس سے ایمان چمک جاتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ کو حضور نے اپنا نفس بتایا حسنین کریمین کو اپنا بیٹا فاطمہ زہرا کو نساء میں شامل فرمایا۔ سرکاران ہی چار کو لے کر کوخبران والوں کے مقابلہ میں مباہلے کیلئے تشریف لے گئے۔

(۲۱۳۵) یُؤْفُونَ بِالْأَنْدَرِ وَيَخَافُونَ
یہ حضرات نذر پوری کرتے ہیں اور اس
یَوْمًا كَانَ لَشَرِّهِمْ أَفْسُسٌ طَیْرًا
دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت
(سورہ دہر کی آیات) پھیلنے والی ہے۔

یہ چندہ آیات حضرت علیؓ فاطمہؓ زہراؓ حسنینؓ کریمینؓ رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اتریں جبکہ ان بزرگوں نے حسنینؓ کریمینؓ کی بیماری کے موقع پر تین روزوں کی صفت مانی اور شفا ہونے پر روزے رکھے۔ بوقت افطار ایک ایک روٹی کے حساب کھانا پکایا مگر افطار کے وقت ایک دن مسکین دوسرے دن یتیم تیسرے دن قیدی بھوکا آگیا ان بزرگوں نے روٹیاں اسے دے دیں اور خود بھوکے سو گئے۔ اس پر یہ آیات اتریں جن میں ان بزرگوں کی ایسی شان بیان کی گئی کہ بحان اللہ (خازن روح البیان خزائن العرفان وغیرہ۔

(۲۲) مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ
فِيهِمْ
اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔

احادیث شریفہ

اہل بیت اطہار کے فضائل میں بہت کثرت سے احادیث آتی ہیں کچھ پیش کی جاتی ہیں:

نمبر ۱: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے رب سے عہد لے لیا ہے کہ اپنی امت میں سے جس سے میں نکاح کروں یا جس کے ساتھ اپنی اولاد کا نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو (طبرانی حاکم عن ابی ہریرہ)۔

نمبر ۲: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے رب سے عہد لے لیا کہ میرا اہل بیت کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے (ابوالقاسم عن عمران ابن حصین)۔

نمبر ۳: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے میرے اہل بیت سے کوئی سلوک کیا اس کا بدلہ قیامت میں اسے میں دوں گا۔ (ابن عساکر عن علی المرتضیٰ)

نمبر ۴: میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا جو نہ رہا ڈوب گیا۔ (حاکم عن ابی ذر)

نمبر ۵: اس پر خدا کا غضب ہو جو میرے اہل بیت کو ستا کر مجھے دکھ پہنچائے (ویلمی عن ابی سعید)

نمبر ۶: جو میرے اہل بیت سے جنگ کرے میں اس کے مقابل ہوں اور جو ان سے صلح کرے میں اس سے صلح میں ہوں۔ (ترمذی ابن ماجہ ابن حبان حاکم)

نمبر ۷: جو مجھ سے اور حسن و حسین سے ان کی ماں ان کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی احمد عن علی المرتضیٰ)

نمبر ۸: اولاد عبدالمطلب جنتیوں کے سردار ہیں۔ میں حمزہؓ علیؓ جعفرؓ حسنؓ حسینؓ مہدیؓ۔ (ابن ماجہ حاکم عن انس)

نمبر ۹: قیامت میں سارے نسب اور سرسالی رشتہ ٹوٹ جائیں گے۔ سوائے میرے نسب اور میرے سرسالی رشتہ کے۔ (احمد حاکم عن مسور ابن محترمہ)

نمبر ۱۰: اللہ نے فاطمہؓ اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرمادیا۔ (بزاز ابوالحسن طبرانی عن ابی مسعود)

نمبر ۱۱: فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت میں اعلان ہوگا کہ اے اہل محشر میرا بھکا لو آ نکھیں بند کرلو۔ صراط پر فاطمہ بنت محمدؓ گزرنے والی ہیں۔ پھر فاطمہؓ زہراؓ ستر ہزار حوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گی۔ (آخرجہ ابوبکر فی الغیابات عن ابی ایوبی) (صواعق)

نمبر ۱۲: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کریں گے پھر اقرب فالاقرب کی۔ (طبرانی عن ابن عمر)

اور بھی بے شمار احادیث ہیں مگر استدلال کیلئے اتنی ہی کافی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے تمام اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار کی یہی غلامی نصیب کرے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات

امیر معاویہ کا نسب

آپ کا نام معاویہ گیت ابو عبد الرحمن ہے۔ آپ والد کی طرف سے پانچویں پشت میں اور ماں کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ والد کی طرف سے نسب یہ ہے۔ معاویہ (ابو عبد الرحمن) ابن صخر (ابو سفیان) ابن حرب ابن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف۔

ماں کی طرف سے سلسلہ یہ ہے کہ معاویہ ابن ہند بنت عتبہ ابن رہبہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف۔

عبد مناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے دادا ہیں کیونکہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عبد مناف میں حضور سے مل جاتے ہیں لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں۔

سسرالی رشتہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی سالے ہیں کیونکہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ امیر معاویہ کی حقیقی بہن ہیں۔ اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار بھی ہیں لہذا ابن کا حضور سے دو برابر رشتہ ہوا۔ یہی اور سسرالی مشغوی شریف میں امیر معاویہ کو تمام مومنوں کا ماما فرمایا اُس کے یہی معنی ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی صریح روایت دیکھنے میں نہیں آئی مگر حساب سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور نبوت سے آٹھ سال پہلے ہوئی۔ کیونکہ آپ کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی اور اُس وقت آپ کی عمر ۱۰ سال تھی اور حضور کی ہجرت نبوت کے تیرہ سال بعد ہوئی اور ۱۰ھ میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہے اس حساب سے امیر معاویہ کی پیدائش نبوت کے ۷۰ سال پہلے ہوئی چاہیے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام

صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن ۶ھ میں اسلام لائے۔ بلکہ والدوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے کہا۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ در پر وہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لائے تھے مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادیا تھا کہ کوئی مسلمان عباس رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔

امیر معاویہ کے حدیبیہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد نے امام باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت فرمایا کہ امام باقر سے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اُن سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال کاٹے مروہ پہنا رہے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جو بخاری شریف نے

روایت طاؤس عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضور کی یہ حجامت کرنے والے امیر معاویہ ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامت عمرہ قضا میں واقع ہوئی جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۶ھ میں ہوا کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا تھا اور قارن مروہ پر حجامت نہیں کراتے بلکہ منی میں دسویں ذی الحجہ کو کراتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع میں ہال نہ کٹوائے تھے بلکہ سر منڈایا تھا۔ ابو طلحہ نے حجامت کی تھی تو الاحمال امیر معاویہ کا یہ حضور کے سر شریف کے بال تراش عمرہ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے تھے۔

اور عذر و مجبوری اور ناواقفیت کی حالت میں ایمان ظاہر نہ کرنا جرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قریباً چھ برس اپنا ایمان ظاہر نہ کیا مجبوری کی وجہ سے نیز اُس وقت اُن کو یہ نہ معلوم تھا کہ اسلام کا اعلان ضروری ہے لہذا اس ایمان کے خفی رکھنے میں نہ امیر معاویہ پر اعتراض ہو سکتا ہے نہ حضرت عباس پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے مومنین میں سے ہیں نہ مؤلفہ القلوب میں سے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح ہونے پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمائے اگر آپ مؤلفہ القلوب میں سے نہ تھے تو یہ سرکاری عطیہ انہیں کیوں دیا گیا اور جب آپ مؤلفہ القلوب میں سے ہیں تو آپ فتح مکہ کے مومنوں میں سے ہوئے نہ کہ پہلے اسلام والوں میں سے۔

جواب : یہ ہے کہ حضور کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ عطا شاہی عطیہ تھا نہ کہ مالانہ۔ قلوب کی بنا پر جیسے کہ حضور نے بحرین کے مال آنے پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا

امیر معاویہ عطا فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ انہا بھی نہ سکے۔ اس عطیہ خسروانہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مؤلفہ القلوب میں داخل ہوں غرضکہ عطا یا نبویہ اور اُن اور تالیف قلب کچھ اور چیز۔ امیر معاویہ کو یہ عطیہ پہلی قسم سے ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ امیر معاویہ کو یہ عطیہ حضرت ابوسفیان کی زیادتی تالیف قلب کا باعث بن گیا ہو جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اعلان فرمادیا تھا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اُسے امان ہے گویا ابوسفیان کا گھر دارالامان بنا دیا۔ کیوں حضرت ابوسفیان کے تالیف قلب کیلئے۔ (از تظہیر الجنان)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم کیسے بنے؟

آپ کے دمشق کا حاکم بننے کا واقعہ یہ ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم شام پر لشکر کشی کی تو شام کا حاکم امیر معاویہ کے بھائی یزید ابن ابوسفیان کو مقرر فرمایا۔ اتفاقاً امیر معاویہ اپنے بھائی کے ساتھ شام گئے جب یزید ابن ابوسفیان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے امیر معاویہ کو اپنی جگہ حاکم مقرر کر دیا۔ یہ تقرر عہد فاروقی میں ہوا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تقرر کو جائز رکھا۔ چنانچہ امیر معاویہ غزوات فاروقی میں اور پورے عہد عثمان میں اس گورنری کے عہدے پر بیس سال تک فائز رہے پھر عہد علی مرتضیٰ میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خون عثمان کے بدلہ کا مطالبہ کیا اور عرض کیا کہ سب سے پہلے اُن کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ امیر معاویہ نے حضرت علی مرتضیٰ سے بغاوت کر دی اور شام کے مستقل امیر بن گئے پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ مابذ خلافت فرما کر امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی اور امیر معاویہ تمام مملکت اسلامیہ کے امیر ہو گئے غرضکہ آپ عہد فاروقی و عثمانی میں بیس سال تک حاکم رہے اور بعد میں بیس سال تک امیر کل چالیس سال حکومت کی اس کا کچھ ذکر دوسرے باب میں آئے گا۔

امیر معاویہ کی وفات

امیر معاویہ کی وفات ۴۰ھ میں مقام دمشق میں نقوہ کی یہری سے ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۸۷ سال تھی۔ بعض مؤرخین نے ۸۰ھ بعض نے ۸۸ھ بعض نے ۸۶ برس بھی لکھی ہے مگر قول اول زیادہ قوی ہے اکمال فی السیالہ الرجال مصنف صاحب مشکوٰۃ ہیں جو آپ کی عمر ۸۸ سال لکھی ہے۔ وہ کاتب کی غلطی ہے کہ کاتب بجائے ثمان و سبعمون کے ثمان واربعمون لکھ گیا ہے یا اس سے حکومت کی مدت مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

امیر معاویہ مرض وفات میں بار بار کہتے تھے کہ کاش میں قریش کا معمولی انسان ہوتا جو ذی طوی گاڑ میں رہتا اور ان جھگڑوں میں نہ پڑتا جن میں پڑ گیا اور بوقت وفات وصیت فرمائی کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نانخن شریف ہیں وہ بعد غسل کفن کے اندر میری آنکھوں میں رکھ دیئے جائیں اور کچھ بال مبارک اور حضور کا تہمند حضور کی چادر اور قمیض شریف ہے۔ مجھے حضور کی قمیض میں کفن دینا۔ حضور کی چادر لپیٹنا حضور کا تہمند مجھے باندھ دینا اور میری ناک کان وغیرہ پر حضور کے بال شریف رکھ دینا۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

امیر معاویہ کی لیاقت و قابلیت

امیر معاویہ نہایت دبا شدار تھی سیاستدان قابل حکمران وجہہ صحابی تھے۔ آپ نے عہد فاروقی و عہد عثمانی میں نہایت قابلیت سے حکمرانی کی آپ کی حکومت میں نہایت آسانی سے مایہ وصول ہو جاتا تھا جو مدینہ منورہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ عمر فاروق و عثمان غنی آپ سے نہایت خوش رہے۔ عمر فاروق نہایت محتاط اور حکام پر سخت گیر تھے۔ ذرا سے قصور پر حکام کو معزول فرما دیتے تھے معمولی سی گرفت پر حضرت خالد ابن ولید جیسے جرنیل کو معزول فرما دیا مگر اس کے باوجود امیر معاویہ کو

تو ار رکھا جس سے معلوم ہوا کہ آپ سے اتنی دراز مدت حکومت میں کوئی لغزش نہ ہوئی۔

امیر معاویہ کے فضائل

امیر معاویہ کے فضائل دو طرح کے ہیں۔ ایک عمومی دوسرے خصوصی۔ عمومی فضائل یہ ہیں کہ وہ جلیل نشان عظیم المرتبت صحابی رسول ہیں لہذا صحابہ کے جس قدر فضائل و درجات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ان سب میں امیر معاویہ داخل ہیں۔ رب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کل صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما چکا۔ ان کیلئے تقویٰ طہارت لازم فرمادی وہ سب سچے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو چکا وہ اللہ سے راضی ہو چکے۔ وہ بڑے کامیاب ہیں ان سے چلنے والے عباد رکھنے والے کفار ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جن کی آیات مقدمہ میں گزر چکیں ان سب میں امیر معاویہ یقیناً داخل ہیں۔

نیز امیر معاویہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبی عزیز اور سہیلی قرابت دار ہیں لہذا جو آیات حضور کے اہل قرابت کے متعلق نازل ہوئیں۔ ان سب میں امیر معاویہ شامل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر مراتب و درجات صحابہ کرام یا اپنے اہل قرابت کے بیان فرمائے ان سب میں بھی امیر معاویہ شامل ہیں۔ فرمایا میرے سارے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ میرے صحابہ کا سوا میر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔ میرے صحابہ سے جس نے بعض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وغیرہ وغیرہ۔ یہ احادیث بھی مقدمہ میں گزر چکیں ان سب میں امیر معاویہ شامل ہیں۔ اگر امیر معاویہ کے اور کوئی خصوصی فضائل حدیث و قرآن میں نہیں وارد ہوئے۔ وہ بھی عظمت والے اور واجب احترام ہیں۔ ان پر ہمارا ایمان ہے کہ خود نبوت عظیم الشان درجہ ہے۔ ایسے ہی صحابہ کے

متعلق عقیدہ رکھنا چاہیے۔

ضرورت نوٹ

پیغمبر کی قرابت داری مومن کے لیے درجات کا باعث ہے لہذا ابولہب ابو جہل وغیرہ۔ اس سے علیحدہ ہیں کہ اگرچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے تعلق رکھتے ہیں مگر کافر ہیں جیسے کعب بن لؤح علیہ السلام کا بیٹا ہونے کے باوجود ہلاک ہو گیا۔ امیر معاویہ مومن عادل ثقہ صحابی ہیں لہذا ان کے لیے حضور کی قرابت بڑے درجات کا باعث ہے۔

امیر معاویہ کے خصوصی فضائل

صحابت اور قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ امیر معاویہ میں پیشمار خصوصی فضائل ہیں جن میں سے کچھ عرض کئے جاتے ہیں۔

نمبر ۱: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی اور کاتب خطوط بھی تھے یعنی جو نامہ و پیام سلاطین وغیرہ سے حضور فرماتے تھے وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لکھواتے تھے۔ چنانچہ مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور کے سامنے لکھا کرتے تھے۔ ابو نعیم نے فرمایا کہ امیر معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے تھے۔ نہایت خوش خط فصیح، بلیغ، صمیم وقار والے امام مدائنی نے فرمایا کہ زید ابن ثابت وحی لکھتے تھے اور امیر معاویہ حضور کے دیگر خطوط جو اہل عرب و سلاطین کو لکھے جاتے تھے وہ لکھتے تھے (یعنی اکثر) امیر معاویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین تھے امام متقی حر مین احمد ابن محمد ملیری نے خلاصۃ السیر میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل کاتب تیرہ تھے۔ خلفاء راشدین عامر ابن فہیرہ عبد اللہ ابن ارقم ابنی ابن کعب ثابت ابن قیس ابن شماس خالد ابن سعید ابن العاص ابن ربیع السلمي زید ابن ثابت معاویہ ابن ابی سفیان شریح ابن حسن۔ لیکن ان سب

معاویہ اور زید زیادہ یہ کام کرتے تھے۔ امام احمد ابن محمد قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا کہ معاویہ ابن ابی سفیان حضور کے کاتب وحی رہے۔

نمبر ۲: امیر معاویہ مجتہدین صحابہ میں سے ہیں اور عالم خصوصاً مجتہد صحابی بڑے کمال و اعلیٰ مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس سے کہا گیا کہ امیر معاویہ کو کیا ہو گیا کہ وہ ایک رکعت ہی پڑھتے تھے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کرتے ہیں وہ فقیہ ہیں یعنی مجتہد۔ اسی میں دوسری روایت میں ہے کہ امیر معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھی اس وقت امیر معاویہ کے پاس عبد اللہ ابن عباس کے ایک غلام حاضر تھے انہوں نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے یہ شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو وہ ایم المرتبہ صحابی رسول ہیں۔

خیال رہے کہ عبد اللہ ابن عباس علوم کے دریا حیر الامہ ترجمان قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں انہیں کو علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے مناظرہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب ایسے جلیل القدر صحابی رسول امیر معاویہ کو مجتہد اور فقیہ فرما رہے ہیں تو اب انکار کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔

نوٹ: یہ احادیث امام ابو حنیفہ کی قوی دلیل ہیں کہ وتر ایک رکعت نہیں تین رکعت ہیں کیونکہ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ کرام وتر تین رکعت پڑھتے تھے ورنہ امیر معاویہ کے ایک رکعت پڑھنے پر تعجب نہ ہوتا یہ تعجب ہماری دلیل ہے۔ (فافہم)

نمبر ۳: امیر معاویہ کے فضائل میں بہت سی احادیث شریفہ وارد ہیں۔ امام احمد ابن حنبل نے اپنے مسند شریف میں عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا یا معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔

ترمذی شریف میں عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ مدنی نے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا (ہادی مہدی) اور معاویہ کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔ ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

حافظ حارث ابن اسامہ نے ایک بہت لمبی حدیث روایت فرمائی جس میں خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے فضائل ہیں اس میں یہ بھی ہے۔ ومعاویۃ ابن ابی سفیان اعلم امتی واجودھا یعنی معاویہ میری امت کے بڑے علم حلم اور سخاوت والے ہیں (تظہیر الجہان) محب طبری نے اپنی سیر میں ایک بہت طویل حدیث نقل فرمائی جس میں خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ کے فضائل مروی ہیں اس کے آخر میں یہ بھی ہے۔ وصاحب سری معاویۃ ابن ابی سفیان فمن اصبہم فقد فوجا ومن بغضہم فقد هلك یعنی میرے صاحب اسرار میں سے معاویہ ابن ابی سفیان ہیں جس نے ان تمام سے محبت کی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا ہلاک ہو گیا۔ (تظہیر الجہان)

حافظ امام تہمتی نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی کہ ایک بار جبریل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ معاویہ کا سراپا لگو میں لیے بیٹھی ہیں اور ان کو بار بار چوم رہی ہیں تو سرکار نے فرمایا کہ اے ام حبیبہ کیا تم معاویہ سے محبت کرتی ہو انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہ محبت کروں کہ یہ میرا بھائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ و رسول بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ (تظہیر الجہان)

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے امیر معاویہ سے روایت کی کہ فرمایا کہ مجھے ایک بار حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے معاویہ اگر تم بادشاہ ہو تو بھلائی کرنا جب سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مجھے سلطنت ملے گی (کیونکہ حضور کی زبان کن کی گئی ہے)

ابو یعلیٰ نے امیر معاویہ سے روایت کی کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ اگر تم حاکم بنو تو اللہ سے ڈرنا اور عدل و انصاف کرنا۔ اسی کے سبب قریب کچھ فرق سے یہی روایت مسند امام احمد بھی ہے۔

بہرائی نے اوسط میں امیر معاویہ سے روایت کی کہ حضور نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ اگر تم حاکم بنو تو مجرموں کو حتی الامکان معافی دینا نیک کاروں سے نیکی کرنا۔ فرض کہ یہ روایت مختلف طریقوں سے سب کتابوں میں ہے اگر کوئی روایت ان میں سے ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کہ فضائل میں حدیث شریف ضعیف بھی قبول ہے۔

نمبر ۴: تمام علماء محدثین اور صحابہ نے امیر معاویہ کی ثناء و صفت فرمائی چنانچہ امام فاضلانی نے شرح بخاری میں فرمایا معاویہ بڑے مناقب اور بڑے ثویبوں والے ہیں شرح مسلم میں ہے کہ امیر معاویہ اعدل فضاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں۔ امام یافعی نے فرمایا کہ معاویہ حلیم کریم عاقل کامل بہت رائے سلیم والے تھے۔ گویا انہیں قدرت نے ملک رانی کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ تمام محدثین ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھتے رہے۔ عبداللہ ابن عباس نے انہیں مجتہد و فقیہ صحابی فرمایا جیسا کہ بخاری کی روایت سے گزر گیا۔ نہایت جذریہ میں عبداللہ ابن عمر سے روایت کیا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے معاویہ کی طرح سمجھ دار اور کئی نہ دیکھا۔ قاضی عیاض نے روایت کی کہ کسی نے معانی ابن عمران سے کہا کہ کیا عمر ابن عبدالعزیز معاویہؓ سے بہتر ہیں تو آپ غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔ معاویہؓ حضور ﷺ کے صحابی حضور ﷺ کے سارے کاتب وحی اور حضور ﷺ کے امین ہیں۔

کسی نے عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمن معاویہ اور عمر ابن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کے

گھوڑے کی ناک کا غار جو حضور کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر ابن عبد العزیز سے سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے کیوں نہ ہو کہ معاویہ ؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ خیال رہے کہ عبد اللہ ابن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم زہد تقویٰ امانت پر تمام امت رسول متفق ہے اور ان سے حضرت علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بہت موقع پر تعریفیں فرمائیں۔ انہیں دمشق کا حاکم مقرر کیا اور کبھی معزول نہ فرمایا۔ اگر آپ تھوڑی سی لغزش بھی ملاحظہ فرماتے تو فوراً معزول فرمادیتے جیسے کہ معمولی شکایت پر سعد ابن ابی وقاص یا خالد ابن ولید جیسی بزرگ ہستیوں کو معزول فرمادیا۔ اسی طرح عثمان غنی نے اپنے پورے زمانہ خلافت میں امیر معاویہ کو حکومت کے عہدے پر بحال رکھا۔ یہ ان بزرگ صحابہ کی طرف سے امیر معاویہ کی انتہائی عظمت و امانت کا اقرار و اعلان ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت سے موقع پر امیر معاویہ ؓ کی تعریف فرمائی چنانچہ طبرانی نے پسند صحیح روایت فرمائی کہ کسی نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جنگ صفین کے زمانہ میں امیر معاویہ ؓ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تسلاما و قسلا معاویۃ فی الجنة ہمارے اور معاویہ کے مقتولین سب جنتی ہیں۔ نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ ؓ کے متعلق ارشاد فرمایا احوالنا سوا بغو علینا یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم بغاوت کر بیٹھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے معاویہ سے بہتر کوئی حکومت کے لائق نہ دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام میں داخل ہوئے اور امیر معاویہ ؓ کی شان و شوکت اور بڑا جبار لشکر دیکھا تو فرمایا کہ معاویہ ؓ عرب کے کسریٰ ہیں۔ (تظہیر الجنان)

امام اعمش جو اجلہ تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر تم امیر معاویہ ؓ کو

کہتا ہے کہ وہ امام مہدی ہیں۔ (تظہیر الجنان)

امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۷ ماہ خلافت فرما کہ امیر معاویہ ؓ کے حق میں سے دستبرداری فرمائی اور ان کا سالانہ وظیفہ اور نذرانے قبول فرمائے اگر معاویہ میں معمولی فتنہ بھی ہوتا تو امام حسن ؓ سر دے دیتے مگر ان کے ہاتھ اس واقعہ نہ دیتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے بھی امام حسن ؓ کے اس فعل کی تعریف فرمائی تھی کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دوزخی جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اس صلح کے وقت عاقل بالغ، سمجھدار تھے مگر ان سرکار کی اللہ عنہ نے بھی اس صلح پر اعتراض نہ فرمایا کہ اس میں خود بھی داخل ہو گئے اگر معاویہ ؓ امام حسین ؓ کی نگاہ میں کچھ عیب رکھتے ہوتے تو یزید مردود کی طرح آپ اس وقت امیر معاویہ ؓ کے مقابلہ میں آ جاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نگاہ امام حسین ؓ میں یزید فاسق فاجر ظالم وغیرہ تھا۔ امیر معاویہ ؓ عادل ثقہ متقی بیعت کرتے تھے۔ اب کسی کو کیا حق ہے کہ ان پر زبان طعن دراز کرے۔

بہرہ: امیر معاویہ ؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے بڑے جلیل القدر صحابہ سے احادیث روایت کیں جو تمام محدثین نے قبول کیں اور اپنی کتب میں لکھیں اور بڑے صحابہ کرام نے امیر معاویہ ؓ سے روایت لیں اور احادیث نقل کیں۔ خیال ہے کہ فاسق کی روایت ضعیف ہوتی ہے یعنی قابل قبول نہیں ہوتی۔

امیر معاویہ ؓ نے ابو بکر صدیق ؓ عمر فاروق ؓ ام حبیبہ ؓ وغیرہم سے احادیث نقل کیں اور عبد اللہ ابن عباس ؓ عبد اللہ ابن عمر ؓ عبد اللہ ابن زبیر ؓ جریر ابن عبد اللہ بکلی ؓ معاویہ ابن خدیج ؓ سائب ابن یزید ؓ نعمان ابن بشیر ؓ ابو سعید خدری ؓ ابو لامہ ابن بکبل ؓ جیسے بزرگ و فقیہ و مجتہدین صحابہ نے امیر معاویہ ؓ سے احادیث روایت کیں۔ اسی طرح امیر معاویہ ؓ سے

جبریل ابو ادریس خولانی، سعید ابن مسیب، خالد ابن معدان، ابو صالح، سالم، ہمام ابن عتیبہ، عبد اللہ ابن حارث، قیس ابن ابی حازم جیسے جلیل القدر تابعین علماء و فقہاء نے روایات حدیث لیں اور قبول کیں۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں فسق و ظلم وغیرہ کا شائبہ بھی ہوتا تو یہ حضرات ان سے روایت حدیث نہ کرتے۔

نمبر ۶: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی (۱۶۳) احادیث ہیں جن میں چار وہ ہیں جنہیں مسلم و بخاری دونوں نے روایت فرمایا اور چار صرف بخاری نے اور پانچ صرف مسلم نے باقی احمد ابو داؤد نسائی بیہقی، طبرانی، ترمذی، مالک وغیرہ محدثین نے روایت فرمائیں۔ اگر ہم کو اس رسالہ کے طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم وہ تمام روایات یہاں نقل کر دیتے۔ شائقین کتب احادیث کا مطالعہ کریں۔ خیال کرنا چاہیے کہ امام بخاری و مسلم وہ بزرگ ہستیاں ہیں جو ذرا سے شبہ فسق کی بنا پر روایت نہیں لیتے۔ ان بزرگوں کا امیر معاویہ کی روایت قبول فرما لینا باطلان بتا رہا ہے کہ امیر معاویہ ان کی نگاہ میں متقی، عادل، ثقہ قابل روایت ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی نے امیر معاویہ کو تمام مومنوں کا ماموں فرمایا ان کے بڑے کارنامے مثنوی میں بیان کئے۔

نمبر ۷: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے شاندار سلطان ہیں جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت راشدہ (یعنی خلافت علی منہاج النبوت) تیس سال تک رہے گی پھر سلطنت ہوگی۔ امیر امویین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اس مدت میں قریباً سات ماہ باقی تھے۔ چنانچہ یہ ہی بقیہ مدت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوری فرما کر خلافت سے دستبرداری فرمائی کیونکہ مدت خلافت پوری ہو چکی تھی اس وقت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سلطان اسلام مقرر ہوئے۔

اس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارۃً ارشاد فرمائی تھی چنانچہ بخاری

میں کتاب الروایا کتاب الجہاد میں بہت جگہ حضرت انس وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ام حرام بنت ملحان کے گھر آرام فرماتے تھے کہ عبادہ ابن صہامت کی زوجہ ہیں کہ اچانک خوش خوش مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ امام ملحان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس مسرت و شادمانی کا کیا سبب ہے فرمایا کہ ابھی خواب میں ہم پر ہماری امت کے غازی پیش کئے گئے جو اس طور سے ایسی شان و شوکت سے گزر رہے ہیں جیسے تخت پر سلاطین اور جہاد کرنے جا رہے ہیں۔ ام ملحان نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان کے ساتھ اس جہاد میں شرکت کی توفیق دے فرمایا تم بھی ان میں ہوگی۔ یہ فرما کر پھر سو گئے پھر اسی طرح خوش خوش بیدار ہوئے اور پھر اسی طرح کی خواب ارشاد فرمائی۔ ام ملحان نے پھر عرض کیا کہ فرمائیں کہ میں اس جہاد میں بھی ان غازیوں کے ساتھ ہوں تو فرمایا کہ نہیں۔ تم پہلوں کے ساتھ ہوگی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ یہ جہاد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ حکومت میں ہوا۔ ام ملحان امیر معاویہ کے ہمراہ سمندر پر سے گزریں اور پارنگل کر اپنے اونٹ سے گر کر شہید ہو گئیں۔ حدیث پاک کے آخری الفاظ یہ ہیں:

فَرَحَّبَتِ الْبُخْرَى زَمَانَ مُعَاوِيَةَ
اِسْنِ اَبَسِي سُفْيَانَ قَصْرَ عَثْ غَنَ
لَسَانِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبُخْرِ
هُنَّ كُنَّ تَوَاقُّنَ سَاسَ الْغَنَ
فَهَلْ لَكُم (بخاری شریف)

اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے سلطان غازی ہوں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جہاد میں شرکت کرنے والے بڑے درجہ والے ہوں گے۔ اسی لیے ام ملحان نے اپنے لیے دعا کرائی جو قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت شان کے مالک ہوں گے سادگی نہ ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ شان دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ خوش و خرم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے کیوں نہ ہو بیٹے کی شان دیکھ کر باپ خوش ہوتا ہے امت کی شان دیکھ کر نبی خوش ہوتے ہیں۔

ذاکر اقبال نے کیا خوب کہا۔

بوریا ممنون خواب راحتش

تاج کسری زیر پائے امتش

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلی پچھلی تمام چیزیں بتا دیں بلکہ دکھا دیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور لوگوں کی موت کے وقت موت کی نوعیت سے خبردار ہیں کہ کون کب مرے گا کہاں مرے گا کیسے مرے گا کہ ام مملکت سے فرما دے کہ تم صرف پہلوں کے ساتھ ہوگی پھر تمہیں اس دوسرے غزوہ میں شرکت کا موقع نہیں ملے گا کیونکہ تم اسی غزوہ میں شہید ہو جاؤ گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور ان کے ساتھیوں سے بہت خوش ہیں۔ بہر حال یہ حدیث بہت سے احکام کی جامع ہے۔

نوٹ ضروری: خیال رہے کہ خلافت راشدہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی۔ اس خلافت میں خلیفہ مسلمانوں کے حاکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے چاشنین ہوتے تھے کہ ان کی بیعت سلطنت کی بیعت بھی تھی اور ارادت کی بیعت بھی۔ اسی لیے اُس وقت تک مسلمانوں میں بیعت کی مشائخ کی بیعت کا رواج نہ تھا کیونکہ یہ بیعت ہی کافی تھی۔ خلیفہ اسلام کے حاکم بھی تھے مسلمانوں کے شیخ بھی تھے اور رسول اللہ کے چاشنین بھی رضی اللہ عنہم۔ اس کے بعد سلطان میں صرف سلطنت اسلام رہ گئی وہ چاشینی جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ الکمال نہ رہی اس لیے پھر بادشاہوں سے صرف سلطنت کی بیعت ہونے لگی اور ارادت کی بیعت مشائخ عظام سے ان میں پہلے سلطان اسلام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوئے مگر شریعت میں کہیں پر

سلطان اسلام کو بھی خلیفہ کہہ دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا کہ بارہ خلفاء اسلام بہت غالب رہے گا۔ یہاں خلیفہ بمعنی سلطان ہے جن لوگوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ لکھایا کہا وہ خلیفہ بمعنی اسلام ہے۔

نوٹ ضروری: تمام خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء تھے۔ وہ والے اپنے سے پہلے والے کے خلیفہ نہ تھے یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ تھے۔ خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ تھے۔ سب تائین مصطفیٰ اور چاشنین باب حبیب کبریٰ تھے اسی لیے وہ تمام حضرات حضور کے خلفاء ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ چہارم خلیفہ ہونا یا آخری خلیفہ ہونا معاذ اللہ کوئی اہانت یا تعظیمن نہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بار بیعت میسر ہوئی۔ ایک بار بلا واسطہ اور پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی معرفت سے کیونکہ یہ تمام بیعتیں بالواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت تھیں۔

نمبر ۸: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت نیک دل، سخی بہت حلیم و کریم تھے جیسا کہ ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی چنانچہ آپ کی سخاوت حسب ذیل واقعات سے ظاہر ہوتی ہے۔

الف: ملا علی قادری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ ایک بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ روپے نذرانہ پیش کئے جو امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائے۔ (کتاب النابیہ)

ب: حاکم نے یہ روایت ہشام بن محمد روایت کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کیلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کیا تھا تا ایک سال یہ وظیفہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچا۔ آپ نے چاہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یاد دہانی کیلئے خط لکھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنے جیسی مخلوق کو نہ لکھو

رب سے عرض کرو اور فرمایا یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اَقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَاءً كَ
وَالْقَطْعَ رَجَاءً فِيْ عَيْنِ سِوَاكَ
حَتّٰى لَا اُرْجُوْا اَحَدًا غَيْرَكَ
اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفْتُ عَنْهُ قُوَّتِيْ
وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِيْ وَكَمْ تَنَفَّاهُ الْيَدِ
رَغْبَتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسَالَتِيْ وَلَمْ
يُجِبْ عَلٰى لِسَانِيْ مِمَّا اَعْطَيْتَ
مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِنْ
الْبَقِيْصِ فَخَصِّصْنِيْ بِهٖ يَا رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ

اے اللہ میرے دل میں اپنی امید
بھروسے اور اپنے ماسوا سے امید منقطع
فرمادے یہاں تک کہ میرے سوا کسی
سے امید نہ رکھوں۔ اے اللہ جس چیز
سے میری طاقت کمزور ہے اور میرے
عمل کوتاہ ہیں اور میری رغبت وہاں تک
نہ پہنچی اور میری زبان پر جاری نہ ہوا جو
کہ تو نے اگلوں اور پچھلوں کو یقین عطا
فرمایا ہے پس مجھے اُس سے خالص کر اے
جہانوں کے پالنے والے۔

چنانچہ یہ وظیفہ امام حسن ؑ نے شروع کر دیا۔ ابھی ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ
امیر معاویہ ؓ نے پندرہ لاکھ روپے بھیج دیا یعنی دو لاکھ وظیفہ اور تیرہ لاکھ نذرانہ
(ناہیہ وغیرہ)

مسلمان یہ دعایا ذکر لیں رفع حاجات کیلئے بہترین دعا ہے۔

ج: ایک بار امیر معاویہ ؓ نے حاضرین سے فرمایا کہ جو کوئی علی ؑ کی شان
میں قصیدہ پڑھے تو میں اُسے فی شعر ایک ہزار دینار دوں گا۔ چنانچہ حاضرین شعراء
نے اشعار پڑھے اور انہم لیا۔ امیر معاویہ ہر شعر پر کہتے تھے کہ علی ؑ اس سے بھی
افضل ہیں۔ عمرو ابن عاص شاعر نے ایک قصیدہ علی مرتضیٰ کی شان میں پڑھا جس کا
ایک شعر یہ تھا۔

مَوَالِیْنَا الْعَظِيْمُ وَفَلَکَ نُوْحٌ
وَبَابُ اللّٰهِ وَانْقَطَعَ الْخِطَابُ

حضرت علی ؑ بڑی خبر والے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی کشتی ہیں۔ اللہ کا دروازہ
ان کے بغیر اللہ سے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ امیر معاویہ نے اس شعر پر اس شاعر
کو سات ہزار دینار دیئے۔ (نفاخس الفنون مصنفہ محمد ابن محمود آملی از کتاب النابیہ)
داہن عساکر نے روایت کی کہ جنگ کے زمانہ میں حضرت عقیل نے
(حضرت علی کے بھائی) علی رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے کچھ روپے کی ضرورت ہے
دیجیے۔ فرمایا ابھی نہیں ہے آپ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ امیر معاویہ
سے پاس چلا جاؤں حضرت علی نے فرمایا جاؤ حضرت عقیل امیر معاویہ کے پاس
پہنچے۔ امیر معاویہ نے آپ کا بڑا احترام کیا اور ایک لاکھ روپے نذرانہ پیش کیا۔

(صواعق مخرقہ)

یہ نمونہ کے طور پر چند واقعات پیش کئے گئے ورنہ امیر معاویہ ؓ کی بے مثل
خداوت کے واقعات بہت ہیں۔

نمبر ۹: امیر معاویہ ؓ کے دل میں اللہ کا خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
عظمت اہل بیت اطہار کی محبت کمال درجہ تھی۔ آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ
امیر معاویہ اپنی وفات کے وقت بار بار فرماتے تھے کہ کاش میں ایک گاؤں میں
خاموش زندگی گزارتا اور ان جھگڑوں میں نہ پڑتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن
شریف ہال، قمیض مبارک، تہبند شریف کے متعلق وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر
میرے کفن میں یہ چیزیں رکھ دینی چاہئیں۔ اس واقعہ سے امیر معاویہ ؓ کے خوف
الہی عظمت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا بخوبی پتہ لگتا ہے۔ نیز توارخ سے ثابت
ہے کہ امیر معاویہ ؓ امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتہائی ادب و احترام کرتے تھے اور
اہل بیت اطہار کے فضائل کی متعدد روایات آپ سے مروی ہیں۔

امام احمد ؑ ابن حنبل نے اپنے مسند میں امیر معاویہ ؓ سے روایت کی کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن ؑ کے زبان اور ہونٹ چومتے تھے۔ پھر امیر

معاویہ ؓ نے فرمایا کہ ایسی زبان اور ہونٹ جسے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چومیں اُس کو آگ نہیں پہنچ سکتی۔ (کتاب النابیہ)

اسی مسند احمد ابن حنبل میں ہے کہ ایک شخص نے امیر معاویہ ؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ علی مرتضیٰ ؓ سے پوچھو وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔ اس نے کہا آپ ہی فرمادیں۔ مجھے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے۔ امیر معاویہ ؓ نے فرمایا کہ تو نے یہ بہت بری بات کی کیا تو ان سے نفرت کرتا ہے جن کی توقیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ان کے کمال علم کی بنا پر اور جن کے بارے میں سرکار نے فرمایا کہ اسے علی تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون ؑ مگر میرے بعد نبی نہیں اور جن علی ؓ کی عظمت علم کا یہ حال ہے کہ جب حضرت عمر فاروق کو کوئی مشکل درپیش آتی تھی تو حضرت علی ؓ سے حل کراتے تھے امیر معاویہ ؓ نے یہ فرما کر اُس شخص سے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جا اور اس کا نام وظیفہ والوں کے دفتر سے خارج کر دیا۔ (کتاب النابیہ)

ان روایات کو دیکھو اور غور کرو۔

امام محمد ابن محمود علی غفاس فنون میں روایت کی کہ ایک بار امیر معاویہ ؓ کے دربار میں علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو امیر معاویہ ؓ نے فرمایا کہ علی شیر تھے علی چودھویں رات کے چاند تھے علی رحمت خدا کی بارش تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا علی تو آپ نے فرمایا کہ علی کے قدم ابوسفیان کی آل سے افضل ہیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے حضرت علی ؓ سے جنگ کیوں کی تو فرمایا الملک عظیم یعنی مکی جنگ تھی۔ (کتاب النابیہ)

امیر معاویہ ؓ نے ایک بار ضرار ابن حمزہ سے کہا کہ مجھے علی ابن ابی طالب کے اوصاف سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے معاف رکھو امیر معاویہ ؓ نے کہا تمہیں خدا کی قسم ضرور سناؤ۔ ضرار ابن حمزہ نے نہایت فصیح و بلیغ طور پر علی

رضی اللہ عنہ کی منقبت سنائی جس کا خلاصہ ترجمہ سب ذیل ہے:

”علی ؓ بڑی سخاوت والے سخت قوت والے تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے تھے عدل کا فیصلہ کرتے تھے ان کی جوانب سے علم کی نہریں بہتیر تھیں ان کی زبان پر علم بولتا تھا۔ دنیا اور دنیا کی شپ ٹاپ سے متنفر تھے رات کی تنہائی اور وحشت پر مائل تھے راتوں کو روتے تھے۔ اکثر آخرت کی فکر میں رہتے تھے مونا لباس معمولی کھانا پسند فرماتے تھے۔ لوگوں میں عام شخص کی طرح رہتے تھے جب ان سے کچھ پوچھتے تو فوراً جواب دیتے جب ہم انہیں بلاتے تو فوراً آ جاتے تھے اس بے تکلفی کے باوجود ان کی خدا نوا دہیت کا یہ حال تھا کہ ہم ان سے گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ دین داروں کی تعظیم فرماتے، مسکینوں کو اپنے سے قریب رکھتے تھے علی ؓ کے دربار شریف میں کمزور مایوس نہ تھا، قوی دلیر نہ تھا۔ قسم خدا کی میں نے علی کو بہت دفعا دیکھا کہ رات کے تاریے غائب ہو جاتے تھے۔ اس حال میں کہ آپ ایسا روتے تھے جیسے کسی کو بچھو کاٹ لے اور رو رو کر فرماتے تھے کہ افسوس افسوس عمر تھوڑی ہے سفر لیا ہے سامان تھوڑا ہے راستہ خطرناک ہے اور آپ کی داڑھی سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکتے تھے اور فرماتے تھے افسوس افسوس!“

امیر معاویہ یہ سن کر زار زار رونے لگے اور فرماتے تھے کہ قسم خدا کی ابوالحسن (علی ؓ) ایسے ہی تھے ایسے ہی تھے ایسے ہی تھے۔ (صواعق خرقہ)

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ہی صفات کو ایک شاعر نے اس طرح بیان کیا۔

هُوَ الْبُكَاءُ فِي الْمَحْزَابِ لَيْلًا هُوَ الضُّحَاكُ فِي يَوْمِ الضَّرَابِ
”محراب مسجد میں روتے میدان جہاد میں ہنسنے والے“ میدان جہاد میں تشریف

امیر معاویہؓ پر ایک نعرہ
لائے تو ہنستے ہوئے فرماتے انا الذی ستمتی امی حیدر۔

”میں وہ بہادر ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر کر رکھا“ (حیدر بمعنی شیر) کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا۔

اور جب قحط کے وقت محراب مسجد میں آتے تو رب سے عرض کرتے۔
اللہم علیک العاصی اناک مفقوا ابنا الذنوب وقد ذعاک
”خدا یا میرا گنہگار بندہ حاضر ہے اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہوئے تجھ سے
ذما مانگ رہا ہے۔“ غرض کہ خلق کے سامنے ہنسنے والے خالق کی بارگاہ میں رونے
والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نمبر ۱: امیر معاویہؓ کی بہت سی کرامات ثابت ہیں۔ آپ صاحب کرامت صحابی
رسول ہیں۔ چنانچہ کتاب تفسیر الجہان میں فرمایا کہ سند صحیح سے روایت ہے کہ جب
امیر معاویہؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مکہ والوں
نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے علیحدہ کیا لہذا وہاں خلافت کبھی نہ ہوئی ہوگی۔
مدینہ والوں نے خلیفہ المسلمین عثمان غنیؓ کو شہید کیا وہاں سے خلافت نکل گئی اب کبھی
وہاں خلافت نہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر حرین شریفین آج تک دار الخلافہ نہ
بنے مکہ معظمہ میں تو عبد اللہ ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا بھی مگر وہ صورت
خلافت تھی حقیقت خلافت نہ تھی لیکن مدینہ منورہ میں صورت خلافت بھی نہ رہی سیدنا
علی مرتضیٰ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا اور ان کے بعد کسی خلیفہ نے مدینہ منورہ کو
دار الخلافہ نہ بنایا۔ یہ امیر معاویہؓ کی کرامت ہے۔

امیر معاویہؓ نے جب یزید کو اپنا ولی عہد کیا تو دعا کی کہ مولیٰ اگر یزید اس کا
اہل نہ ہو تو اُس کی سلطنت کامل نہ فرما پھر ایسا ہی ہوا کہ یزید مردود امیر معاویہؓ
کے بعد دو سال کچھ ماہ زندہ رہا اور اُس کی سلطنت پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔
امیر معاویہؓ کا یہ واقعہ تو مشہور ہی ہے کہ آپ ایک دفعہ اپنے محل میں

۶۱
امیر معاویہؓ پر ایک نعرہ

دستے تھے کہ اچانک ایک آدمی نے آپ کو جگایا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو
کون ہے اور اس محل میں کیسے پہنچ گیا۔ وہ بولا کہ میں ابلیس ہوں۔ آپ نے فرمایا
کہ تیرا کام نماز کیلئے جگانا نہیں ہے بلکہ نماز سے سلانا ہے اولاً اُس نے بہانے بنائے
مگر جب امیر معاویہؓ نے اسے ڈرایا دھمکایا تو آخر بولا کہ اس سے پہلے ایک
افندہ میں نے آپ کو فجر کے وقت سلا دیا تھا جس سے آپ کی نماز قضا ہو گئی تھی آپ
اُس کے غم میں اتنا روئے کہ میں نے فرشوں کو آپس میں کھام کرتے سنا کہ امیر
معاویہؓ کو اس رنج و غم کی وجہ سے پانچ سو نمازوں کا ثواب دیا گیا۔ میں نے
خیال کیا کہ اگر آج پھر آپ فجر نہ پڑھ سکے تو آج پھر روئیں گے اور ایسا نہ ہو کہ
ایک ہزار نمازوں کا ثواب حاصل کر لیں اس لیے جگایا کہ ایک اسی نماز کا ثواب
حاصل کریں۔ مثنوی شریف دفتر دوم صفحہ ۲۳ میں مولانا روم قدس سرہ نے اسی قصہ کو
بہت تفصیل سے چودہ صفحہ میں کچھ فرق سے یوں فرمایا جس کی سرخی یوں باندھی۔

”بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ را کہ بر خیز کہ وقت نماز است“
اور اس طرح اس قصہ کو شروع فرمایا۔

در خبر آمد کہ خال مومنان بود اندر قصر خود خفته شبان
قصر را از اندرون در بست بود کز زیارتہار مرم خستہ بود
ناگہاں مردے در بیدار کرد چشم چوں بکساو پنبال گشت فرد

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہؓ بہت عابد و زاہد مقبول بارگاہ الہی
تھے اور ابلیس جیسا خبیث جو کسی کے قبضہ میں نہ آئے وہ آپ کے قبضہ اور گرفت
سے نہ چھوٹ سکتا تھا کیوں نہ ہو جس کا ہاتھ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ لیں۔
اُس کے ہاتھ کی گرفت سے کون چھوٹ سکتا تھا اور جو نگاہ جمال مصطفیٰؐ دیکھ لے اُس
سے کون سی چیز چھپ سکتی ہے۔

یہی واقعہ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ کو بھی پیش آیا تھا کہ آپ نے ابلیس کو
پکڑ لیا تو چھوٹ نہ سکا۔

امیر معاویہؓ پر اعتراضات و جوابات

امیر معاویہؓ پر اب تک جس قدر اعتراضات ہم کو معلوم ہو سکے ہیں انہیں ہم تفصیل وار عرض کرتے ہیں ہر اعتراض کے ساتھ اس کا مدلل جواب منصفانہ اور محققانہ طور پر عرض کریں گے۔ ناظرین سے انصاف کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کی امید ہے وہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

اعتراض ۱: تم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک بھی میرے اہل بیت ہیں حالانکہ حدیث کساء میں وارد ہوا کہ آیت تطہیر اترنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن و حسین علیٰ فاطمہ زہرا کو کبیل شریف میں داخل فرما کر دعا کی کہ مولیٰ یہ میرے اہل بیت ہیں تو انہیں پاک فرما دے۔ حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اللہ نے عرض کیا کہ مجھے داخل فرمایا جائے تو ان سے فرما دیا کہ تم خیر پر ہو تم وہاں ہی رہو۔ اگر ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہوتیں تو انہیں کبیل شریف سے لے لیا جاتا۔

جواب: یہ شبہ جب درست ہوتا کہ اس حدیث میں کوئی حصر کا لفظ ہوتا۔ یعنی یہ ہی اہل بیت ہیں یا یہ فرمایا جاتا کہ ان کے سوا اور کوئی اہل بیت نہیں۔ جب ان دونوں میں سے کچھ نہیں تو دوسروں کی نفی کیسے ہو گئی۔ اگر ہم کہیں کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام نبی ہیں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ دیگر انبیاء کرام نبی نہیں اور اس فرمانے میں بھی ایک حکمت ہے وہ یہ کہ عرف میں لڑکی شادی کے بعد اپنے خاوند کے اہل بیت اور ان کے اہل خانہ میں شمار ہونے لگتی ہے تو شاید یہ سمجھا جاتا کہ

اعتراضات فاطمہ زہرا حضور کے اہل بیت نہیں بلکہ حضرت علی کے اہل بیت میں ہیں۔ وہم کو دفع فرمانے کیلئے حضور نے کبیل شریف کا یہ عمل فرمایا جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس میں داخلہ کی اجازت چاہی تو ان سے فرما دیا کہ انت علی خیر تم تو چاہتی یعنی تو تم اس آیت میں یقیناً داخل ہو تمہارے متعلق تو شبہ ہو سکتا ہی نہیں۔ ہم یہی رہو جن کے متعلق شبہ ہو سکتا ہے ان کو داخل فرما کر شبہ دور فرمانا ہے۔ اس کی نہیں تحقیق تھو اثنا عشرین اشعة الدغات اور اس کے حاشیہ میر علی میں ملاحظہ کرنا چاہئے۔ اگر آیت تطہیر میں صرف یہ چار حضرات داخل ہوں اور ازواج پاک داخل نہ ہوں تو آیات قرآنیہ میں نہایت سخت ہے ربطی ہوگی کیونکہ اس سے آگے اور پیچھے تمام آیات میں ازواج پاک سے خطاب ہے اور رہا آیات ضروری ہے۔

اعتراض ۲: آیت تطہیر کے پہلے اور اس کے بعد تمام ضمیریں جمع مؤنث ہیں مگر اس آیت میں صمی جمع مذکر ہے: **اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ النَّبِیِّ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِیرًا** دونوں جگہ کم ہے جو مذکر ہے اگر اس خطاب میں ازواج مطہرات شامل ہوتیں تو دیگر آیات کی طرح اس میں بھی ہن کن وغیرہ ضمیریں ہوتیں۔

جواب: چونکہ اگلی پچھلی آیتوں میں صرف ازواج پاک سے خطاب تھا لیکن اس آیت کے خطاب میں حضرت علی و حسین کریمین بھی شامل تھے۔ اس لیے ان میں ضمیریں مؤنث ہے یہاں فرمایا گیا اہل بیت اور یہ لفظ مذکر ہے اگرچہ اس سے مراد ہویاں ہوں اور عربی ترکیب میں لفظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ معنی کا دیکھوں طلحہ لفظ مؤنث ہے اور نام مذکر ہے مگر لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے اسے غیر مصغر مانا گیا تا میث و علم کے لحاظ سے اس کی دلیل وہ آیت ہے جو سورہ ہود میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا:

قَالُوا اَتَعْجِبِينَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ وَحَمَلَةَ

فرشتے بولے کہ اے سارہ کیا تم اللہ کے

اللہ وَاٰتٰىكَ اللّٰهُ عَلٰی كُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ
 وَالْوَقْتُ لِلّٰهِ فِي رَحْمَتِهِ اَوْ رَحْمَتِهِ
 (۱۱-۷۳)

اللہ سر اہا ہوا بزرگی والا ہے۔

دیکھو اس آیت میں حضرت سارہ سے خطاب ہے جو نبی بی صاحبہ ہیں مگر تعجب
 صیغہ مؤنث ہے اور علیکم میں ضمیر مذکر کیونکہ انہیں لفظ اہل بیت سے تعبیر کیا جو کہ مذکر
 ہے ایسے ہی ان آیات میں ہے غرض کہ لفظ کا اعتبار ہے۔

اعتراض ۳: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزار ہا مسلمانوں کا خون کیا اور کرایا نہ یہ حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے نہ مسلمانوں کا اتنا خون ہوتا اور مومن کو قتل کرنے والا دائمی
 جہنمی ہے رب فرماتا ہے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّضْعَبًا
 فَجَزَاءُ ۙ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا
 وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاعَدَ لَہٗ
 عَذَابًا عَظِيمًا (۳-۹۱)

اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل
 کرے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اس میں
 ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب اور
 لعنت کرے گا اور اس کیلئے بڑا عذاب
 تیار کیا ہے۔

جواب

اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر تو
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین پر بھی یہ ہی
 الزام عائد ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام حضرات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوئے
 اور جنگ جمل وغیرہ میں ہزار ہا مسلمان شہید ہوئے حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنتی
 ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے اللہ کا ایک ہونا۔ کیونکہ قرآن کریم میں ان کے جنتی ہونے
 کی نص قطعی وارد ہو چکی اور حضرت طلحہ وزبیر بھی قطعاً جنتی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل
 ہیں۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ مومن کے قتل کی تین صورتیں ہیں ایک تو اس لیے اسے
 قتل کرنا کہ یہ مسلمان کیوں ہو گیا یہ کفر ہے کہ اس میں ایمان سے ہمیشہ ناراضی
 ہے۔ اس آیت مذکورہ میں یہ ہی مراد ہے کیونکہ جہنم میں ہمیشہ رہنا صرف کافر کیلئے
 ہے۔ دوسرے کسی مسلمان کو دنیاوی عناد اور ذاتی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا جیسے دن
 رات ہوتا رہتا ہے یہ فسق اور گناہ ہے۔ تیسرے غلط فہمی کی بنا پر مسلمانوں میں جنگ
 ہو جائے اور مسلمان مارے جائیں یہ غلط فہمی ہے نہ فسق ہے نہ کفر۔ اس تیسری قسم
 کے لیے یہ آیت کریمہ ہے۔

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا (۲-۲۹)

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں
 جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرادو۔

دیکھ یہاں قتل اور جنگ کرنے والی دونوں جماعتوں کو مومن فرمایا گیا اور ان
 میں صلح کرانے کا حکم دیا گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ علی مرتضیٰ کی جنگ اس تیسری قسم
 میں داخل ہے بلکہ تمہارا یہ الزام خود امیر المومنین علی مرتضیٰ پر پڑتا ہے کیونکہ جیسے
 امیر معاویہ کے ہاتھوں علی المرتضیٰ کے ساتھی مومن شہید ہوئے ویسے ہی علی مرتضیٰ
 کے ہاتھوں امیر معاویہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھی حضرت طلحہ وزبیر وغیرہ
 شہید ہوئے (اللہ سمجھ دے)

اعتراض ۴: امیر معاویہ کے دل میں اہل بیت کا کینہ تھا انہوں نے اہل بیت کو
 ستایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علی کو ستایا اس نے مجھے ستایا۔ نیز
 امیر معاویہ نے اہل بیت سے جنگ کی حالانکہ حضور نے فرمایا تھا کہ جس نے ان
 سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جو حضور سے جنگ کرے وہ مومن نہیں۔
جواب: اس کے بھی دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے
 کہ اس سوال کی زد میں معاذ اللہ خود حضرت علی بھی داخل ہو جائیں گے۔ کیونکہ
 مخالف کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی کے دل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زبیر رضی اللہ عنہ محمد ابن طلحہ جیسے

مقدس صحابہ کا کینہ تھا اور حضور نے تمام صحابہ کے متعلق فرمایا کہ **فَلَمْ يَنْبَغْ لَهُمْ فَبُغِضُوا أَبْغَضَهُمُ** جس نے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ نیز یہ انہی حضرات عائشہ صدیقہ و طلحہ زہیرہ وغیرہ پر بھی وارد ہوگا۔ غرضیکہ ایک امیر معاویہ کے بغض کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام صحابہ و اہل بیت کی غلامی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

جواب: تحقیقی یہ ہے کہ حضور کے اہل بیت اطہار کی مخالفت کی تین صورتیں ہیں ایک تو ان سے اس لیے جلنا کہ یہ حضور کے اہل بیت ہیں یہ کفر ہے کہ اس میں درپردہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جلنا ہے دوسرے کسی دنیاوی وجہ سے ناراضی اس میں اگر نفسانیت شامل ہے تو فسق ہے ورنہ نہیں۔ بہت دفعہ علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا میں خانگی معاملات میں ٹکرائیں ہو جاتی تھیں۔ شہادت عثمان کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے زرخ شریف پر صانچہ مارا کہ تم نے حفاظت میں سستی کیوں کی۔ ایک بار حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سخت رنجش ہو گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور کی (مسلم شریف) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بہت سخت الفاظ استعمال کئے۔ یہ چیزیں دن رات آپس میں ہوتی رہتی ہیں یہ فسق و گناہ بھی نہیں۔

تیسرے کسی غلط فہمی کی بنا پر اہل بیت سے نا اتفاقی ہو جانا یہ فسق ہے نہ گناہ۔ محض ایک غلط فہمی ہے ان حضرات کی یہ تمام جنگیں اس تیسری قسم کی تھیں۔ ان کے سینے کینہ سے پاک تھے جو ہم بہت تفصیل کے ساتھ پہلے باب میں بیان کر چکے۔ لڑتے بھی تھے اور ایک دوسرے کی تعریف و توصیف بھی کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو تحفہ و ہدایا بھی دیتے تھے۔

حکایت: استیعاب میں ہے کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ محمد ابن طلحہ رضی اللہ عنہ کی لعش پر سے گزرے جو حضرت عائشہ کے ساتھ تھے انہیں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایک سپاہی عمرو ابن جرموز نے قتل کیا تھا۔ ان کی لعش دیکھ کر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ رونے

لے اور اٹا لٹہ پر صی اور فرمایا کہ اے محمد ابن طلحہ تم بڑے متقی نمازی راکع ساجد تھے اور ان کی تلوار دیکھ کر فرمایا کہ قسم خدا کی اس تلوار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت مدد کی ہے۔ پھر فرمایا کہ انہیں کس نے قتل کیا؟ عمرو ابن جرموز انعام پانے کے لالچ میں سامنے آیا اور فرمایا کہ میں نے قتل کیا اور قتل کی تمام کیفیت بیان کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دوزخی ہے میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ محمد ابن طلحہ کا قاتل دوزخی ہے۔ عمرو ابن جرموز غصہ میں بھر گیا اور فرمایا کہ اے علی تمہارا کیا اعتبار اگر تم سے لڑو تو دوزخی اور تمہاری طرف سے لڑو تو دوزخی یہ کہہ کر اسی منجھر سے جس سے محمد ابن طلحہ کو شہید کیا تھا اپنے پیٹ میں گھونپ کر دوزخی کر لی یعنی کافر ہو کر خود کشی کی۔ (کتاب النابیہ ص ۸)

ضروری نوٹ: خیال رہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار یا اہل مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دشمن نہ تھے بلکہ ان کے مخالف تھے۔ دشمنی اور مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دشمن تو اپنے مد مقابل کی جان یا مال یا آبرو یا دین کا ہی سرے سے دشمن ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو فنا کرنا چاہتا ہے مگر مخالف وہ ہے جو کسی مسئلہ میں اختلاف رائے کرے۔ اگرچہ یہ اختلاف لڑائی جھگڑے تک پہنچ جائے مگر اس کی بنیاد اسی رائے کا اختلاف ہے دن رات باپ بیٹے شوہر بیوی بھائی بھائی اختلاف رائے کی بنا پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ سلطان غازی مکی الدین اور انگریز مالگیر رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بھائیوں خصوصاً دارالحکومہ سے بڑی معرکہ کی جنگیں رہی ہیں مگر اس کے باوجود وہ دشمن نہ تھے بھائی تھے۔

انہیں سلطان اور انگریز نے اختلاف رائے کی بنا پر اپنے والد شاہجہان کو نظر بند کر دیا مگر اس کے باوجود آپس میں دشمن نہ تھے باپ بیٹے تھے۔ قرآن کریم نے بھی اختلاف اور دشمنی میں فرق فرمایا لڑنے جھگڑنے والے مسلمانوں کے ہمارے میں ارشاد ہوا:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا
بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ. (۱۰۰-۳۹)

سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں پس
صلح کرو اپنے بھائیوں میں۔

جانی یا ایمانی دشمنوں کے بارے میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّ مِنْ
أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوٌّ لَّكُمْ
فَاخْلُدُوا لَهُمْ. (۱۳۰-۶۳)

اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور
بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں پس تم ان
سے بچو۔

دیکھو وہاں لڑائی بھڑائی کے باوجود انجینی مسلمانوں کو بھائی بتایا اور یہاں دینی
مخالف اولاد اور بیویوں کو دشمن قرار دے کر ان سے پرہیز کا حکم دیا۔ فرق کرنا بہت
ضروری ہے۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان پر انتہائی زیادتیاں کیں مگر اس کے
باوجود یعقوب علیہ السلام نے یا قرآن کریم نے انہیں یوسف علیہ السلام کے دشمنوں
کی صف میں کھڑا نہ کیا۔ یہ حضرات یوسف کی جان یا ایمان کے دشمن نہ تھے بلکہ
یعقوب علیہ السلام کے اس طریقہ کے مخالف تھے کہ وہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ
محبت کرتے تھے اور ہم سے کم۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کریم نے ان ہی مخالف
بھائیوں کو آسمان ہدایت کا تارا فرمایا کہ ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّ مِنْ
أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوٌّ لَّكُمْ
فَاخْلُدُوا لَهُمْ. (۱۳۰-۶۳)

اے ابا جان میں نے گیارہ تارے اور
چاند و سورج کو اپنے لیے سجدہ کرتے
دیکھا۔

دیکھو برادران یوسف علیہ السلام اس انتہائی زیادتیوں اور ظلم کے باوجود تاروں
کی شکل میں دکھائے گئے یعنی ہادی اور مہدی حضور فرماتے ہیں میرے صحابہ تارے
ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اسی طرح امیر معاویہؓ اس قدر
مخالفت کے باوجود صحابی رسول اور آسمان ہدایت کے تارے ہیں نیز یعقوب علیہ

نے اس فراق یوسفی کے زمانہ میں ان برادران یوسف علیہ السلام کو اپنایا۔
یوسف علیہ السلام کا دشمن نہ جانا ورنہ ان کے کفر کا فتویٰ دیتے اور اپنے گھر سے باہر
دے دیتے کیونکہ نبی کی دشمنی کفر ہے اور کافر سے میل جول حرام۔ یوسف علیہ السلام
نے نبی انہیں اپنا دشمن نہ قرار دیا بلکہ اول بار جب یہ حضرات غلہ لینے گئے تو ان کا
خیرام فرمایا اور عزت سے مہمان بنایا۔ کیسے دشمن نبی تو کافر ہوتا ہے پھر اس کی مہمان
داری مہمی۔

پھر جب یوسف علیہ السلام سے معافی مانگی تو یہ الفاظ عرض کئے:
لَا تَحْزَنْ إِنَّكَ مَعَهُ لَقَدْ كَرَّمْنَا
وَأَنْتَ لَخَاطِئِينَ. (۹۱-۱۲)

بھائی! غم نہ کر خدا کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر
بزرگی دی اور ہم خطا دار تھے۔

اس میں ان حضرات نے اپنے کفر و غیرہ کا اقرار نہ کیا بلکہ اپنے کو صرف
غلام قرار دیا۔ یوسف علیہ السلام نے ان کو توبہ کا حکم نہ دیا بلکہ صرف یہ فرمایا:
لَا تَحْزَنْ إِنَّكَ مَعَهُ لَقَدْ كَرَّمْنَا
وَأَنْتَ لَخَاطِئِينَ. (۹۱-۱۲)

آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں
معاف کرے۔

اگر کفر ہوتا تو انہیں دوبارہ مسلمان کیا جاتا نکاح کی تجدید کرائی جاتی۔ حضرت
مارا زوج ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ
السلام کو بے دانہ پانی بے سایہ والے جنگل میں ڈلوادیا مگر اس جوش مخالفت سے
ہٹا ب سارہ کو نہ کافر قرار دیا نہ قاتل۔ کہ یہ سب اختلاف کی بنا پر ہوا بلکہ وہ انبیاء بنی
اسرائیل کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہی معاملہ یہاں ہوا کہ جن بزرگوں نے حضرت علی
کی مخالفت پر نہ امت کی جیسے حضرت عائشہ صدیقہ ان کے ساتھ علی مرتضیٰ نے وہ
نہاؤ کیا جو پیارا پیارے سے کرتا ہے جو ان کی مخالفت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔
جیسے حضرت محمد ابن طلحہؓ زبیرؓ طلحہؓ ان کے جنتی ہونے کی علی مرتضیٰ نے خبر دی اور جو
آخر تک آپ سے لڑتے رہے جیسے امیر معاویہؓ وغیرہ ان کو فرمایا کہ ہمارے بھائی

ہیں۔ ہم سے ہائی ہوئے ان کے مال نہ لوئے انہیں قید نہ کیا ان پر دشمنوں کے احکام جاری نہ فرمائے۔

امیر معاویہؓ کی وجہ مخالفت

یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ آخر امیر معاویہؓ کو علی مرتضیٰؓ سے کیا اختلاف ہوا اور کیوں ہوا۔ حضرت عثمان ابن عفانؓ کے گھر کا مصریوں نے محاصرہ کیا۔ تین دن یا زیادہ تک پانی نہ پہنچنے دیا اور پھر گھر میں داخل ہو کر محمد ابن ابوبکر الصدیقؓ اور تیرہ دیگر آدمیوں نے انہیں نہایت بے دردی سے شہید کیا۔ آپ کی شہادت کے بعد امیر المومنین علیؓ مہاجرین و انصار کے اتفاق رائے سے خلیفہ برحق مقرر ہوئے لیکن چند جوہات کی بنا پر قاتلین عثمان غنیؓ سے قصاص نہ لیا جاسکا۔ یہ خبریں شام میں امیر معاویہؓ کو پہنچیں۔ انہوں نے پیغام بھیجا کہ خلیفہ المسلمین کا خاص مدینہ شریف میں شہید کر دیا جاتا بہت ہی اہم معاملہ ہے۔ ازراہ کرم سب سے پہلے قاتلین پر قصاص جاری کیا جائے لیکن کچھ مجبوریوں کی بنا پر قصاص نہ لیا جاسکا۔ اور امیر معاویہؓ کے دل میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ علی مرتضیٰؓ معاذ اللہ دیدہ دانستہ قصاص لینے میں کوتاہی فرما رہے ہیں اور اس قتل میں نعوذ باللہ منہ ان کا ہاتھ ہے بلکہ خود ان کے قاتلین کو پولیس یا فوج میں بھرتی کر لیا گیا ہے غرض کہ قتل کے بعض مقصدوں نے امیر معاویہؓ کے دل میں یہ بات جا نشین کر دی کہ علی مرتضیٰؓ دیدہ دانستہ قصاص جاری کرنے میں چشم پوشی فرما رہے ہیں۔ امیر معاویہؓ کی طرف سے برابر قصاص کا مطالبہ رہا۔ ابھی تک نہ آپ کی خلافت کا انکار تھا نہ اپنی حکومت علیحدہ کرنے کا خیال صرف خون عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ تھا۔

آخر خوبت یہاں تک پہنچی کہ امیر معاویہؓ کے دل میں یہ بات جا گزری ہو گئی کہ علی مرتضیٰؓ خلافت کے لائق نہیں اور وہ خلافت کی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتے کیونکہ اتنے بڑے اہم خون کا قصاص نہ لیا جاسکا تو دیگر انتظامی امور کیا

دیکھیں گے اختلاف کی اصل بنیاد یہ تھی۔ باقی سارے اختلافات اسی جڑ کی شاخیں تھیں دیگر تمام حضرات کی وجہ مخالفت بھی یہ ہی قتل عثمانی تھا۔ اب صحابہ کرام کی زمین ہناتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جو غیر جانبدار رہے کسی طرف جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ جیسے عبداللہ ابن عباسؓ عبداللہ ابن عمرؓ عبداللہ ابن سلامؓ وغیرہ۔ بعض وہ جو حضرت علیؓ کے مخالف رہے جیسے حضرت عائشہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت محمد ابن طلحہؓ امیر معاویہؓ۔ بعض وہ جو حضرت علی مرتضیٰؓ کے معادون ہوئے جیسے حضرت علیؓ کے تمام حق پرست ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خیال تو کرو کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت علیؓ کے خلاف اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حقیقی بھائی حضرت عبدالرحمنؓ حضرت علیؓ کی فوج کے سپاہی تھے۔ خود حضرت علیؓ کے بھائی عقیل اس جنگ کے زمانہ میں غیر جانبدار رہے اور حضرت علیؓ کی اجازت سے امیر معاویہؓ کے گھر مہمان بن کر رہے جس کے حوالے پہلے گزر چکے۔

اعتراض ۵: امیر معاویہؓ کو حضرت عثمانؓ کے قصاص کے مطالبہ کا کیا حق تھا خون کا بدلہ ہر شخص تو نہیں مانگتا۔ صرف مقتول کے ولی کو حق ہے۔

جواب: عثمان غنیؓ خلیفہ المسلمین تھے اور خلیفہ عام رعایا کا ولی ہوتا ہے۔ بادشاہ اسلام کے خون کے قصاص کا مطالبہ ہر مسلمان کر سکتا ہے ورنہ پھر کسی بادشاہ کی جان ہلکے کسی حاکم کا خون بھی محفوظ نہ ہوگا اور امیر معاویہؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کے کسی لحاظ سے بھی ولی تھے کیونکہ آپؓ حضرت عثمانؓ کے قریب ترین رشتہ دار تھے اس لیے کہ امیہ ابن عبد شمسؓ میں عثمان غنیؓ اور امیر معاویہؓ ملتے ہیں۔ امیر معاویہؓ کا نسب نامہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ عثمان غنیؓ کا شجر و نسب یہ ہے۔

عثمان ابن عفانؓ ابن ابی العاصؓ امیہ ابن عبد شمسؓ ابن عبد منافؓ تو حضرت امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ سے امیہ میں مل جاتے ہیں۔

نیز حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے علی مرتضیٰؓ سے فرمایا کہ اے

امیر المومنین امیر معاویہ ؓ کو قصاص عثمان کے مطالبہ کا حق ہے کیونکہ وہ ان کے ولی ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اگر آپ نے قصاص نہ لیا تو تمام ملک کے امیر معاویہ ؓ ہمارے ملک ہو جائیں گے۔

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيهِ سُلْطَانًا فَلَا يَسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (۳۳-۳۵) سے نہ بڑھے۔ ضرور اس کی مدد ہوگی۔

دیکھو عبداللہ ابن عباس ؓ نے حضرت علی ؓ کی خدمت میں امیر معاویہ ؓ کے اس مطالبہ کی حمایت کی اور اس آیت سے استدلال فرمایا۔ (کتاب تفسیر الجہان ص ۱۱۱)

اعتراض ۶: امیر معاویہ ؓ نے تین قصور کئے ایک یہ کہ خلیفہ کا انتخاب رائے عامہ سے ہونا چاہیے۔ انہوں نے خود کیوں اسے خلیفہ بنا دیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کرنا اسلامی قانون کے خلاف ہے۔ تیسرے فاسق و فاجر کمینہ بیٹے کے ہاتھ میں حکومت کی ڈور دے دینا بڑا جرم ہے۔ کربلا کے تمام مظالم کی ذمہ داری امیر معاویہ پر ہے۔ جب فاسق و فاجر کو نماز کا امام نہیں بنا سکتے تو اسے امام المسلمین بنانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

ضروری نوٹ: تعجب ہے کہ یہ اعتراض وہ شیعہ بھی کرتے ہیں جن کے نزدیک خلافت الہیہ موردی جانیے اور کی طرح صرف علی مرتضیٰ ؓ کے خاندان کے بارہ افراد میں بطور میراث محدود ہے اور لطف یہ کہ اس موردییت پر نہ کوئی قرآنی آیت گواہ نہ کوئی حدیث صرف اپنی ذاتی رائے ہے جب ان کی ذاتی رائے سے خلافت الہیہ موردی جانیے اور بن سکتی ہے تو امیر معاویہ بھی اپنی ولی عہد اپنے بیٹے کو کر سکتے ہیں۔

جواب: یہ تینوں اعتراضات مکڑی کے چالے کی طرح کمزور ہیں۔ پہلے خلیفہ کا دوسرے کو اپنی زندگی میں خلیفہ کرنا درست ہے خلافت کے چند طریق ہیں۔ رائے

عامہ سے خلیفہ بننا ہے جیسے صدیق اکبر ؓ کی خلافت۔ پہلے خلیفہ کے انتخاب سے جسے مرفارہ ؓ کی خلافت کہ صدیق اکبر ؓ خود اپنی حیات شریف میں آپ کو بلائے بنا گئے۔ خاص اہل حل و عقد کے انتخاب سے جیسے خلافت عثمانی و مرتضوی اگر امیر معاویہ ؓ اس انتخاب کی وجہ سے قصور وار ہیں تو ابو بکر صدیق ؓ پر بھی یہی اعتراض ہوگا۔

اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کرنا کسی آیت یا حدیث کی رو سے ممنوع نہیں اگر ممنوع ہے تو وہ آیت یا حدیث پیش کرو۔ آج عام طور پر صوفیاء و مشائخ سلاطین اپنی اولاد کو گدی نشین اپنا جانشین بنا جاتے ہیں کیا ان مشائخ صوفیاء کرام کو فاسق و فاجر کہو گے غرض کہ اپنی اولاد کو اپنا جانشین کرنا کسی آیت و حدیث کی رو سے جرم نہیں۔ اس سے پہلے امام حسن حضرت علی ؓ کے خلیفہ بن چکے تھے۔ بیٹے کا خلیفہ بننا حضرت حسن سے شروع ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ مولیٰ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے۔

وَجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ اور میرے لیے میرے گھر والوں میں
هَارُوْنَ اَخِيْ ۝ اَسْلَمْتُ بِهٖ اَزْدِيْ سے ایک وزیر کر دے۔ یعنی میرے
وَاَشْبَهْ لِّیْ اَمْرًا۔ بھائی ہارون کو ان سے میری کمر مضبوط کر
اور انہیں میرے کام میں شریک
(۳۲-۳۹-۴۰) فرمادے۔

آپ کی یہ دعا قبول فرمائی گئی رب نے آپ پر ناراضی نہ فرمائی کہ تم انہوں کے لیے کوشش کیوں کرتے ہو۔

ذکر یا علیہ اسلام نے رب العالمین سے فرزند مانگا اور دعا کی کہ وہ میرا بیٹا میرا جانشین ہو۔ یہ دعا قبول ہوئی رب فرماتا ہے۔

لَهَبٌ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يُونُسُ پس مجھے اپنی طرف سے ایک وارث
وَبَرٌّ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ دے جو میرا اور آل یعقوب کا وارث
ہو۔ (۶۰-۶۱)

غرض کہ اپنے فرزند اپنے بھائی اپنے اہل قرابت کو اپنا نائب کرنا نہ حرام ہے نہ
مکروہ بلکہ اس کی کوشش کرنا اس کی دعا کرنا انبیاء سے ثابت ہے۔
کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ امیر معاویہؓ کی حیات میں یزید فاسق و فاجر تھا اور
امیر معاویہؓ نے اُس کو فاسق و فاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین کیا۔ یزید کا فسق
و فجو را امیر معاویہؓ کے بعد ظاہر ہوا۔ آئندہ کا فسق فی الحال فاسق نہ بنائے گا۔

دیکھو رب تعالیٰ نے شیطان کو اُس کا کفر ظاہر ہونے کے بعد جنت اور
جہنمت ملائکہ سے نکالا اس سے پہلے اسے ہر جگہ رہنے کی اجازت دی گئی اُس کی
عظمت و حرمت فرمائی گئی جب شیطان کفر و عناد کے ظاہر ہونے سے پہلے کافر قرار نہ
دیا گیا تو یزید فسق و فجو رکے ظہور سے پہلے کیسے فاسق و فاجر کے ذمہ میں آ سکتا ہے
اور امیر معاویہؓ کیسے مورد الزام بن سکتے ہیں۔

اور اگر کوئی روایت ایسی مل بھی جاوے جس سے معلوم ہو کہ امیر معاویہؓ
نے یزید کے فسق و فجو سے خبردار ہوتے ہوئے اُسے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تو وہ
روایت جھوٹی ہے اور راوی شیعہ ہے یا کوئی دشمن اصحاب جو روایت امیر معاویہؓ
یا کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ قرآن کے خلافت ہے تمام صحابہ
بحکم قرآنی متقی ہیں۔

یہ تمام گفتگو اُس صورت میں ہے کہ ہم امیر معاویہؓ کا یزید کو خلیفہ بنانا مان
لیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی روایات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ امیر
معاویہؓ نے یزید کے لیے لوگوں سے بیعت لینے کی کوشش کی خبر نہیں کہ یہ روایات بھی
کہاں تک درست ہیں اگر یزید باقاعدہ خلیفہ پہلے ہی بن چکا ہوتا تو امیر معاویہؓ کی

امارت کے بعد اپنی بیعت کے لیے کیوں کوشش کرتا اور پھر بیعت کے جھگڑے اب
یوں پیدا ہوتے لہذا یہ اعتراض اصل سے ہی غلط ہے۔

ضروری نوٹ: امیر معاویہؓ اور امام حسنؓ کی صلح کے موقع پر امیر
معاویہؓ نے امام حسنؓ کی خدمت میں سادہ کاغذ بھیج دیا تھا کہ آپ جو شرط چاہیں لکھ
میں مجھے منظور ہے (کتب السیر - صواعق مخرقہ - کتاب الناہیہ) شرائط صلح میں سے
ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہؓ کے بعد امام حسنؓ خلیفہ ہوں گے جسے امیر
معاویہؓ نے قبول کر لیا تھا (کتاب الناہیہ و صواعق) بخاری شریف میں بروایت
سن بھری ہے کہ امام حسنؓ پیشکش لے کر امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں آئے۔

امیر معاویہؓ نے عمرو ابن عاصؓ سے کہا کہ ان دونوں لشکروں میں سے جو بھی جسے
قتل کرے مسلمان ہی شہید ہوں گے۔ اُن کی بیوی بچے ہم کو ہی سنبھالنے پڑیں
گے۔ کوئی صورت ہو کہ صلح ہو جائے۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے عبدالرحمن ابن سمرہ
اور عبدالرحمن ابن عامر قرشی کو صلح کے لیے بھیجا انہیں اپنا مختار عام کر دیا۔ امام حسنؓ
نے یہ بھی شرط پیش کی ان دونوں بزرگوں نے کہا ہم کو منظور ہے آخر صلح ہو گئی۔ یہ
صلح ماہ ربیع الاول ۴۱ھ میں ہوئی۔ اس صلح کے بعد امام حسنؓ کے ساتھیوں میں سے
ایک ساتھی نے امام حسنؓ سے کہا کہ اے مسلمان کو ذلیل کرنے والے۔ امام حسنؓ
نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا نہیں بلکہ اُن کی عزت و جان و مال
محفوظ کرنے والا ہوں میں نے اپنے والد علی مرتضیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر
معاویہؓ کی امارت کو برانہ سمجھو کیونکہ میرے بعد امیر معاویہؓ مستقل امیر ہو
جائیں گے اور امیر معاویہؓ کے بعد ایسے فتنہ ہوں گے کہ تم سروں کو نیزوں پر دیکھو
گے۔ (کتاب الناہیہ) پھر آپ کو فہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں ہی
آخری دم تک مقیم رہے (صواعق) اس سے حضرت علیؓ کا کمال علم معلوم ہوا کہ
جو کچھ آپ نے فرمایا ہو کر رہا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت امام حسن زندہ ہوتے تو وہ نئی خلیفہ مستقل ہوتے نیز اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کا نئی خلیفہ بنانا مقصود تھا تو یہ شرط ہرگز قبول نہ فرماتے اور اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت کے دشمن ہوتے تو امام حسن کی خلافت پر اپنے بعد کبھی راضی نہ ہوتے۔ علامہ ابواسحاق نے اپنی کتاب نور العین فی مشہد الحسنین میں مباہلات شہادت میں لکھا کہ امیر معاویہ نے امام حسین کو حاکم مدینہ مقرر فرمایا پھر آپ کو تمام شاہی خزانہ کا مہتمم و مالک بنادیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد امیر معاویہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ دمشق لے گئے مع تمام اولاد کے اور وہاں آپ کو ہی سلطنت کا مختار عام بنایا۔

اسی کتاب نور العین فی مشہد الحسنین میں امیر معاویہ کی وصیتیں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیں جن میں سے کچھ کا ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔

جب امیر معاویہ کا وقت وفات قریب آیا تو یزید نے پوچھا کہ ابا جان! آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا تو آپ نے کہا کہ خلیفہ تو تو ہی بنے گا مگر جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سن۔ کوئی کام امام حسن کے مشورہ کے بغیر نہ کرنا (یعنی وہ تیرے وزیر اعظم ہیں)۔ انہیں کھائے بغیر نہ کھانا، انہیں پلائے بغیر نہ پینا، سب سے پہلے ان پر خرچ کرنا پھر کسی اور پر پہلے انہیں پہنانا پھر خود پہنانا۔ میں تجھے امام حسین اُن کے گھر والوں اُن کے کنبے بلکہ سارے بنی ہاشم کے لیے اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

اے بیٹے! خلافت میں ہمارا حق نہیں وہ امام حسین اُن کے والد اور اُن کے اہل بیت کا حق ہے تو چند روز خلیفہ رہنا پھر جب امام حسین پورے کمال کو پہنچ جائیں تو پھر وہ نئی خلیفہ ہوں گے یا جسے وہ چاہیں تاکہ خلافت اپنی جگہ پہنچ جائے۔ ہم سب امام حسین اور اُن کے نانا کے غلام ہیں انہیں ناراض نہ کرنا ورنہ تجھ پر اللہ و رسول ناراض ہوں گے اور پھر تیری شفاعت کون کرے گا۔

یہ وصیت نامہ بہت دراز ہے۔ اب غور کیجیے کہ دیگر تواریخ کیا کہہ رہی ہیں اور یہ تاریخ کیا بتا رہی ہے۔

اعتراض ۷: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کو زہر دلویا جس سے آپ کی شہادت ہوئی یہ کام بھی یزید کی خلافت کے لیے کیا گیا۔

جواب: جی ہاں! آپ کو زہر ایہ وحی یہ غیب کا علم ہو گیا ہوگا وہ بھی چودہ سو برس کے بعد یا آپ عالم غیب سے دیکھ رہے ہوں گے خود اس زمانہ میں تو امام حسین رضی اللہ عنہ تک کو زہر دینے والے کا پتہ نہ لگ سکا اس لیے آپ کسی کو سزا نہ دے سکے بلکہ جب امام حسین نے امام حسن سے دریافت فرمایا تو امام حسن نے جواب دیا کہ جس کے متعلق میرا خیال ہے اگر اس نے مجھے زہر دیا ہے تو اللہ اس کو سزا دے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو تم کیوں کسی کو بے قصور سزا دو۔ اب کہیے آپ کو کونسا الہام ہو گیا اسی کا نام بدگمانی ہے جو سخت جرم ہے۔ رب فرماتا ہے: **إِنْ يَغْضُظْ الظُّلُمُ** جب مسلمان پر بدگمانی گناہ ہے تو صحابی رسول پر بدگمانی بدترین گناہ۔

اعتراض ۸: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے بھی تھے اور لوگوں سے گالیاں دلواتے بھی تھے۔ چنانچہ مسلم شریف میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت ہے کہ مجھ سے امیر معاویہ نے ایک دفعہ کہا: **مَا مَسْنَعَكَ أَنْ تَسِبَ أَبَا نُسْرَاب**۔ تم علی کو گالی کیوں نہیں دیتے۔ حضرت سعد نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کے متعلق تین باتیں سنی ہیں کبھی انہیں گالی نہ دوں گا۔ ایک یہ کہ حضور نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون دوسرے یہ کہ حضور نے خیر کے دن فرمایا کہ میں اسے جھنڈا دوں گا جو اللہ رسول کو پیارا ہے اور اللہ رسول اسے پیارے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب مہلبہ کی آیت اتری تو حضور علی فاطمہ حسن و حسین کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

اور ظاہر ہے کہ اہل بیت کو گالیاں دینا بھی فسق ہے اور گالی دلوانا بھی فسق

لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فاسق ہیں۔

جواب: آپ نے حدیث کو صحیح سمجھا نہیں عربی زبان میں سب صرف گالی کو نہیں کہتے بلکہ برا کہنے کو بھی سب کہتے ہیں۔ رب فرماتا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (۱۰۹-۱)

تم انہیں برا نہ کہو جن کی یہ مشرکین خدا کے
سوا پوجا کرتے ہیں ورنہ یہ خدا کو بے علم برا
کہیں گے۔

یہاں سب بمعنی گالیاں نہیں کیونکہ صحابہ کرام فحش گالی نہیں دیا کرتے تھے بہت بڑے مہذب بزرگ تھے یہاں سب کے معنی برا کہنا ہے سرکار فرماتے ہیں:

فَأَيُّ مُسْلِمٍ لَعْنَتْهُ أَوْ سَبَّتْهُ فَأَجْعَلْ لَهُ بِسِمْسَرٍ مَسْدَانِ كَوْنِ لَعْنَتِكَ كَوْنِ يَابِرٍ
زَكَوَةٌ وَرَحْمَةٌ۔
کہوں تو اس کے لیے پاکی اور رحمت بنا دے۔

یہاں سب کے معنی گالی دینا نہیں کیونکہ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر کبھی گالی نہ آئی نہ آ سکتی تھی۔ امیر معاویہ نے حضرت سعد کو سیدنا علی کو گالی دینے کا حکم نہ دیا بلکہ وجہ پوچھی کہ تم علی مرتضیٰ کی کوئی غلطی یا خطا کیوں نہیں بیان کرتے اور منشا یہ تھا کہ حضرت سعد حضرت علی کے فضائل بیان کریں اور حضرت علی کو برا کہنے والے لوگ سنیں اور آئندہ اس برا کہنے سے باز رہیں اسی لیے حضرت سعد نے جب حضرت علی کے فضائل بیان کئے تو امیر معاویہ خاموش رہے۔ اگر برا کہلوانا مقصود ہوتا تو کچھ عیب چھے جھوٹے بنا کر آپ ہی بیان کر دیتے مگر ایسا نہ کیا۔ صحابہ کرام کے ساتھ قیہ گمان کرنا چاہیے اور اس قسم کی روایات میں تاویل کرنا چاہیے اگر آیات و احادیث کے ظاہری معنی ہر جگہ کئے جائیں تو ہزار ہا اعتراضات خود اللہ تعالیٰ پر اور تمام پیغمبروں پر ایسے وارد ہوں گے کہ مسلمان کے ایمان کا ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب تہذیب کبریٰ پر مفسرین عصمت انبیاء میں

عقراض ۹: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور اللہ نے بدعا دی۔ چنانچہ مسلم شریف میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور نے حکم دیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بارہا میں بلائے گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے میں نے آ کر یہ عرض کر دیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ معاویہ کو بلاؤ جب میں گیا تو وہ کھانا ہی کھا رہے تھے میں نے عرض کیا حضور وہ کھانا کھا رہے ہیں تو فرمایا: لَا تَسْبِعِ اللَّهُ بَطْنَهُ اللَّهُ ان کا پیٹ نہ بھرے اور حضور کی دعا بھی قبول ہے اور بدوعا بھی امیر معاویہ کو حضور کی بدوعا لگی ہے۔

جواب: معترض نے اس حدیث کے سمجھنے میں غلطی کی کم از کم یہ ہی سمجھ لیا ہوتا کہ یہ اخلاق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم گالیاں دینے والوں پتھر مارنے والوں کو بھی بدوعا نہیں دیتے وہ محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر امیر معاویہ کو بلا حضور کیوں بدوعا دیتے۔ کھانا دیر تک کھانا نہ شرعی جرم ہے نہ قالونی پھر سیدنا ابن عباس نے امیر معاویہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور سے واقعہ عرض کر دیا۔ پھر امیر معاویہ کا یہ قصور نہ فقط اور حضور یہ بدوعا دیں یہ ناممکن ہے۔ اتنا غور کر لینے سے ہی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

اب اپنے اعتراض کا جواب سنو محاورہ عرب میں اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقع پر بھی بولے جاتے ہیں۔ ان سے بدوعا مقصود نہیں ہوتی۔ رب کریم فرماتا ہے:

اَلَا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلٰی
السَّمَوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلَهَا وَاسْتَفْعَنَ مِنْهَا
وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ لَكَاَنٌ
ظَلُوْا مَا جَهِلُوْا۔ (۷۲-۷۳)

ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور
پیاروں پر پیش فرمایا تو انہوں نے اس
کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے
ڈر گئے اور اے انسان نے اٹھا لیا بیشک
انسان ظالم و جاہل ہے۔

کہتے انسان نے امانت الہیہ کا وہ بوجھ اٹھایا جسے آسمان وزمین اور پہاڑ نہ اٹھا سکتے اور رب نے انسان کو ظالم و جاہل کا خطاب دیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں یہ کلمات غضب کے لیے نہیں بلکہ کرم کے لیے ارشاد ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر کو ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: علسی راعم انف اسی ذر ابوذر کی خاک خاک آلود ہو جائے۔ کسی سے سرکار نے فرمایا۔ شک شک امک تجھے میری ماں رو دے۔ کسی کے لیے فرمایا: اسلہ اللہ اسے خدا غارت کرے۔ اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے متعلق جب حج میں پتہ لگا کہ انہیں ماہواری آگئی ہے وہ طواف و داع نہیں کر سکتیں تو فرمایا۔ عصری۔ حلقی منڈی باندھ وغیرہ ان سب موقع پر اظہارِ پیار ہے نہ کہ بدوعا۔ جیسے ہماری اردو میں بھی بچوں کو پیار میں کہہ دیتے ہیں ارے پاگل ارے ارے تو مر جائے اے تجھے موت کو دے دوں۔ پنجاب میں بچوں سے پیار میں کہتے ہیں۔ "اے ڈر جائے" اے اڈ پڑ جائے" ایسے ہی ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ حضور نے امیر معاویہ کو بدوعا ہی دی تو بھی یہ بدوعا امیر معاویہ کے لیے دعا بن کر گئی۔ اسی دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہ کو اتنا بھرا اور اتنا مال دیا کہ انہوں نے سینکڑوں کا پیٹ بھر دیا۔ ایک ایک شخص کو بات بات پر لاکھوں روپیہ انعام دیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے عہد لے لیا تھا کہ مولیٰ اگر میں کسی مسلمان کو بلا وجہ لعنت یا بدوعا کر دوں تو اسے رحمت اجر اور پاکی کا ذریعہ بنا دینا۔ یہ حدیث مسلم شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے مولیٰ جس کسی کو برا کہہ دوں تو قیامت میں اس کے لیے اس بدوعا کو قرب کا ذریعہ بنا۔

اعتراض ۱۰: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید میں کیا فرق ہے جو یزید نے کیا۔ وہ امیر معاویہ نے کیا۔ گھر ایک خاندان ایک کام ایک۔ ایک نے بھی اہل بیت کو ستایا اور

امیر معاویہ نے بھی قرہ یزید کو مردود اور پلید کہتے ہو امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ یا تو یزید کی بھی تعظیم کرو یا امیر معاویہ کی بھی مخالفت۔

جواب: یہ فرق تو امام الشہداء شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہما سے پوچھو کہ اُس جناب نے امیر معاویہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح پر کوئی اعتراض نہ کیا لیکن یزید کے مقابلہ میں سردے دیا ہاتھ نہ دیا حالانکہ امیر معاویہ کے مقابلہ کے موقع پر بہت بڑا لشکر جرار آپ کے ہمراہ تھا اور یزید کے مقابلہ کے موقع پر مسافرت بے کسی بے یاری تھی اتنی مجبوریوں کے باوجود اس مردود سے صلح نہ فرمائی اسی فرق کے ہم قائل ہیں اور اگر ہم سے بنی پوچھنا ہے تو سنو:

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ یزید پلید صرف اپنی حکومت اور تخت و تاج کی خاطر ہوائے نفس کے لیے اہل بیت اطہار کے مقابل آیا۔ شرعی قانون کے لحاظ سے اسے خلیفہ بنانا جائز نہ تھا کیونکہ فاسق و فاجر تھا اور امیر معاویہ کی یہ مخالفت ایک شرعی مسئلہ کے متعلق غلط فہمی کی بنا پر تھی اور آپ شرعی حیثیت سے مسلمانوں کے امیر بن سکتے تھے کیونکہ وہ صحابی رسول متقی عادل ثقہ تھے۔ یزید کے مقابلہ میں امام کو شرعی مجبوری تھی یہاں نہ تھی لہذا فرق ظاہر ہے۔

جیسے برادران یوسف علیہ السلام اور قاتیل کہ ان دونوں نے اپنے بھائی کو ستایا۔ والد کو دکھ پہنچایا مگر برادران یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کا قرب حاصل کرنے کے لیے کہ جب یوسف علیہ السلام یہاں نہ رہیں گے تو پھر آپ لاحالہ ہم سے محبت فرمائیں گے اور قاتیل نے خواہش نفسانی کے ماتحت۔ اقلیم لڑکی حاصل کرنے کے لیے کام قریباً یکساں تھے مگر نیت و ارادے میں فرق ہونے کی وجہ سے برادران یوسف علیہ السلام محبوب رہے اور قاتیل مردود۔ مصرع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اعتراض ۱۱: ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی رسول نہیں مانتے کیونکہ صحابی میں شرط یہ

ہے کہ وہ آخری دم تک ایمان پر قائم رہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مرتد ہو گئے تھے۔ (نحوۃ باللہ) کیونکہ اہل بیت کی توہین و عداوت کفر ہے لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی نہیں درجہ اُن پر صحابہ کرام کے فضائل کی آیات و احادیث چسپاں ہو سکتی ہیں اور نہ انہیں متقی عادل ثقہ وغیرہ کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ تمام صفات صحابیت پر موقوف تھے۔

جواب: امیر معاویہؓ کے ایمان کے انکار سے قرآن اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کیونکہ اب سوال یہ ہو چکا کہ شریعت میں مرتد کا حکم قتل ہے اگر مرتد کو قوت حاصل ہے تو اس کا حکم جنگ ہے یہاں تک کہ یا وہ اسے جائیں یا اسلام لے آئیں مرتد کا مال غنیمت ہوگا۔ مرتد کے قبضی لوٹدی غلام بنائے جائیں گے مرتد سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ مرتد سے صلح ہو نہیں سکتی۔ مرتد کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ کذاب مرتد نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ بنادیں تو میں دعویٰ نبوت چھوڑ دوں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ ترسوا کہ بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا۔ خلافت کیسی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ پر بلا نہ نہ ٹکرائی فرمائی جب وہ بغیر لڑے پھڑے فوراً تابع ہوئے تب چھوڑا۔ پھر انہیں خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کذاب مرتد پر حملہ کیا۔ بڑے مہر کہ کارن پڑا بہت مسلمان شہید ہوئے اور آخر کار مسئلہ جہنم میں پہنچا۔ مسئلہ کا مال غنیمت میں تقسیم ہوا اور ان کے قیدی لونڈی غلام بنائے گئے۔ چنانچہ خولہ بنت جعفر حنفیہ جو اسی جنگ میں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ علی مرتضیٰ کو لونڈی بنا کر دی گئیں جن کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے۔ ابوبکر صدیق نے ان مرتدین سے صلح فرمانے کا خیال بھی نہ فرمایا۔ قرآن کریم نے اسی جنگ صدیقی کی پیش گوئی اس طرح فرمائی تھی۔

فَلِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ
مُسَدَّدُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولَىٰ بِسِ

فرما دیجیے پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے
کہ عنقریب تم تخت جنگجو قوم کی طرف

ہم نے چاہے کہ ان سے جنگ کرو یا دو
اسلام لے آئیں پس اگر تم نے اطاعت کی
تو تم کو اللہ اچھا ثواب دیگا اور اگر تم نے
ایسے ہی روگردانی کی جیسی اس سے پہلے کی
تھی تو تم کو دردناک عذاب دے گا۔

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خلافت صدیقی برحق ہے اور
 دوسرا خلافت میں ان مرتدین سے یہ جنگ برحق ہے دوسرے یہ کہ مرتد سے جزیہ
 صلح کرنا وغیرہ ناممکن ہے صرف جنگ یا اسلام۔ تیسرے یہ کہ ابوبکر صدیق کی
 خلافت فرض ہے اور ان سے روگردانی کرنا عذاب الہی کا باعث ہے۔

خیال رہے کہ یہ آیت فسخ مکہ کے بعد نازل ہوئی جبکہ خیر بھی فتح ہو چکا تھا۔
اس آیت کے نزول کے بعد حضور نے صرف جنگ حنین کی مگر اس میں منافقین کو
حکومت کی دعوت نہیں دی گئی لہذا اس آیت میں جنگ یمان ہی مراد ہے جو صدیق
اکبر کے زمانہ میں واقع ہوئی اور وہ لوگ مرتدین تھے اس لیے حکم ہوا **ثَقِلُوا لِنَهْمِ اُولٰٓئِ**
سَلْمُوْنَ اِنَّ سے یہاں تک جنگ کرو کہ وہ دوبارہ اسلام قبول کر لیں۔ نہ صلح کا ذکر
نہ جز یہ کہ بہر حال مرتدین کا حکم صرف قتال یا اسلام ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ الکریم نے جنگ کی مگر ان کے مال پر قبضہ نہ کیا، ان کو قیدی نہ بنایا بلکہ حکم دیا تھا کہ امیر معاویہ کا کوئی سپاہی ہانک جائے تو اس کا پیچھا نہ کرو، ان کے مال پر قبضہ نہ کیا۔ ان کے سپاہیوں کو غلام یا قیدی نہ بنایا، ان کے ساتھ ثواروں یا کفار کا سا سلوک نہ کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے پھر اس پر صلح فرمائی کہ خلافت سے بالکل ہی دست بردار ہو گئے اور تمام ممالک اسلامیہ کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واحد خلیفہ ہو گئے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ، تمام اہل بیت علیہم السلام اور اربعہ مطہرات تمام صحابہ کرام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت قبول کر لی۔

کہو کیا ان حضرات کو قرآن کے اس حکم کا انکار تھا؟ کیا ان بزرگوں کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ مسئلہ کذاب سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہر تاؤ مسئلہ والوں سے موجود نہ تھا۔ بتاؤ پھر قرآن کے انکار اور حضور ﷺ کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جنگ صفین وغیرہ بغاوت کی جنگ تھی ارتداد کی جنگ نہ تھی۔ ذرا ہوش کرو امیر معاویہ کی دشمنی میں اہل بیت سے دشمنی نہ کرو اپنا ایمان سنبھالو۔

اعتراض ۱۲: بعض محدثین نے کہا کہ حدیث میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی فضیلت ثابت نہیں چنانچہ علامہ مجد شیرازی نے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی تصریح کی ہے۔ امام بخاری نے دیگر صحابہ کرام کے متعلق فرمایا۔ مناقب فلاں یا فضل فلاں مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا ذکر معاویہ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی فضیلت ثابت نہیں۔

جواب: ہم پہلے باب میں امیر معاویہ کے فضائل کی احادیث ترمذی شریف مند امام احمد ابن حنبل وغیرہ معتبر کتب احادیث سے بیان کر چکے ہیں۔ ممکن ہے شیخ مجد یا حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہ کو یہ روایات نہ ملی ہوں کسی محدث کا حدیث سے بے خبر رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث موجود ہی نہ ہو۔

امام بخاری نے سیدنا اسامہ ابن زید عبد اللہ ابن سلام جبرائیل مطہم وغیرہ جلیلۃ الشان صحابہ کے مناقب کے باب باندھے تو یہ ہی فرمایا یا باب ذکر فلاں یہ عبارت کا تفسیر ہے کہ کہیں فضائل لرا دیا اور کہیں ذکر فرمایا نیز ذکر سے مراد ذکر بالخیر ہے۔ ذکر بالخیر بھی فضیلت ہی ہوتی ہے۔

اعتراض ۱۳: حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ عمار کو جماعت باغیہ قتل کرے گی۔ عمار انہیں جنت کی طرف بلاتے ہوں گے مگر وہ جماعت عمار کو دوزخ کی طرف بلائے گی۔ اس جنگ صفین میں حضرت عمار علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور لشکر امیر

یہ کہے کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی اور ان کے ہمراہی جنتی ہیں امیر معاویہ اور ان کے ہمراہی دوزخی۔

جواب: واقعی امیر معاویہ اور ان کے تمام ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں باغی تھے۔ حضرت علی امام برحق خلیفہ مطلق تھے ہر سنی کا یہ ہی عقیدہ ہے جو شخص غلطی میں ہوا تو اگر امام برحق کا مقابلہ کرے وہ باغی ہے۔ انشاء اللہ اس کی معافی ہو جائے گی بیان جو امام برحق کی حقانیت جانتا ہو پھر امام برحق کے مقابل آ جائے یا مقابلین کے ساتھ مل جائے وہ خارجی ہے اور خارجی دوزخی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقانیت پر یقین تھا۔ اب اگر وہ اس یقین کے باوجود امیر معاویہ کے ساتھ جوتے تو وہ باغی نہ ہوتے بلکہ خارجی ہوتے اور خارجی جہنمی ہیں۔ ورنہ بتاؤ کہ حضرت طلحہ حضرت زبیر محمد ابن طلحہ جو تمام مشرین میں داخل ہیں یقیناً جنتی ہیں مگر وہ حضرات بھی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوئے اور شہید ہوئے۔

اگر حنفی حنفی ہوتے ہوتے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے تو اس کی نماز لوٹانے کے قابل ہے اور اگر شافعی یہی کرے تو اس کی نماز درست ہے۔ فرق یہ ہے کہ حنفی نے سورۃ فاتحہ پڑھی اسے ناجائز سمجھتے ہوئے لہذا مجرم ہوا۔ شافعی نے سورۃ فاتحہ پڑھی اسے واجب سمجھتے ہوئے لہذا اس کی نماز درست ہوئی۔ تمام اجتہادی مسائل کا یہی حکم ہے جیسے جنگل میں سمت قبلہ معلوم نہ ہو وہ غور و خوض کر کے اپنی رائے پر عمل کر کے نماز پڑھے اس کی نماز درست ہے اگرچہ غیر قبلہ کی طرف پڑھی ہو لیکن جو اپنی رائے کے خلاف نماز پڑھے اس کی نماز فاسد ہے اگرچہ صحیح قبلہ کی طرف ہی پڑھی ہو۔

اعتراض ۱۴: ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر یزید مروود کو لیے جا رہے تھے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمی پر جہنمی جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یزید بھی دوزخی ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی (نعوذ باللہ)

جواب: ہاشم! اللہ یہ ہے آپ کی تاریخِ الٰہی اور یہ ہے تواریخ کا حال۔ جناب یزید پلید کی پیدائش خلافت عثمانی میں ہوئی دیکھو جامع ابن اثیر اور کتاب الناہیہ وغیرہ۔ حضور کے زمانہ شریف میں یزید امیر معاویہ کے کندھے پر کیا عالم ارواح سے کوکر آگیا (لا حول ولا قوۃ)

لطیفہ: عام لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان ابن حکم کو مدینہ سے طائف نکل جانے کا حکم دیا اور عثمان غنی ؓ نے اپنے عہد خلافت میں مروان کو مدینہ شریف واپس آنے کی اجازت دے دی لہذا عثمان غنی ؓ نے حضور کی مخالفت کی۔

ان بھلے آدمیوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ مروان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت چار برس کچھ ماہ کا تھا کیونکہ اس کی پیدائش غزوہ خندق کے سال ہوئی پھر اس کے نکالے جانے کے کیا معنی۔ اس کے باپ حکم کو نکالا گیا۔ یہ اس کے ساتھ گیا۔ اس لیے مروان صحابیہ نہیں حکم نے عہد عثمان میں اس جرم سے توبہ کر لی جس کی وجہ سے اسے نکالا گیا توبہ کے بعد تو کافر پر بھی مومن کے احکام جاری ہو جاتے ہیں غرضیکہ بغض صحابہ عجیب تماشہ دکھاتا ہے۔

اعتراف ۱۵: ترمذی شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ ثقیف بنی حنیفہ بنی امیہ اور امیر معاویہ بنی امیہ میں سے ہیں تو یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہوئے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ عثمان غنی ؓ اور عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی بنی امیہ میں سے ہیں تو اگر معاذ اللہ قبیلہ بنی امیہ کا ہر فرد بشرِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو تو ان حضرات کے متعلق کیا کہو گے کہ حضرت عثمان غنی ؓ جلیل القدر عظیم الشان صحابی اور دو صاحبزادیاں حضور کی آپ کے نکاح میں آئیں۔ کسی شخص کو کبھی پیغمبر کی دو صاحبزادیاں نکاح

نہیں پسند ہوئیں اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے اور عمر ابن عبدالعزیز جلیل القدر تابعین میں سے ہیں جن کی عظمت پر دنیا نے اسلام متفق ہے۔ جواب تحقیقی یہ ہے کہ کسی قبیلہ یا کسی شہر کے ناپسند ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کا ہر فرد بشر ناپسندیدہ ہے اور کسی شہر یا قبیلہ کے محبوب ہونے کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ اس کا ہر فرد بشر محبوب ہے حضور کو مکہ مکرمہ پیارا تھا تو یہ مطلب نہیں کہ ابو جہل ابولہب وغیرہ پیارا تھا یہی حضور کو پیارے تھے یا حضور کو مدینہ منورہ محبوب تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مدینہ کے سارے منافق عہد اللہ ابن ابی وغیرہ بھی محبوب تھے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نجد کا علاقہ ناپسند تھا کہ اس کیلئے دعائے فرمائی تو یہ مطلب نہیں کہ علاقہ نجد کے مخلص مومن بھی مبغوض تھے۔

چونکہ ان تینوں قبیلوں میں بعض بڑے مسند پیدا ہوئے ان کی وجہ سے اس قبیلہ کو ناپسندیدگی کا تمغہ ملا۔ چنانچہ بنی ثقیف میں عتقاد ابن عبید اور حجاج ابن یوسف جیسے ظالم ہوئے۔ قبیلہ بنی حنیفہ میں مسند کذاب اور اس کے متبعین مرتدین ہوئے۔ بنی امیہ میں یزید پلید اور عبید اللہ ابن زیاد جیسے فاسق فاجر ظالم مردود ہوئے۔ چونکہ یہ لوگ مبغوض بارگاہ اور مردود تھے اور ان قبیلوں میں تھے اس لیے ان قبائل کو ناپسند فرمایا اسی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو ترمذی شریف میں اسی جگہ عبد اللہ ابن عمر ؓ سے نقل فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک مہلک ہوگا۔ چنانچہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہوا اور مہلک ظالم حجاج ابن یوسف ہوا۔

آج ہم ایک خواجہ غریب نواز کی وجہ سے اجمیر کو اجمیر شریف کہتے ہیں اور بعض بے وفاؤں کی وجہ سے کوفہ کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اجمیر شریف کے ہندو بھی اشرف ہوں اور کوفہ کے ابراہیم علیہ السلام یا نوح علیہ السلام یا حضرت علی مرتضیٰ پر زبان طعنہ دراز کی جائے غرضیکہ یہ اعتراض بہت لچر اور

پوچھ ہے۔

اعتراف ۱۶: حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک ہوگی پھر ملکیت ہوگی (ترمذی احمد ابوداؤد) یہ تیس سال امام حسن پر پورے ہو گئے چنانچہ صدیق اکبر کی خلافت قریباً دو سال عمر فاروق کی دس سال عثمان غنی کی بارہ سال حضرت علی کی قریباً چھ سال اہلبیت چھ ماہ امام حسن نے پورے فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ کی خلافت برحق نہیں۔

جواب: ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں کہ خلافت کبھی تو خلافت راشدہ کو کہتے ہیں جو علی منہاج النبوت ہو اور کبھی مطلقاً سلطنت اور حکومت کو کہتے ہیں۔ یہ ہی خلیفہ کا حال بھی ہے۔ اس حدیث میں خلافت سے مراد خلافت راشدہ ہے۔ ہم سب اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال تھی جو حضرت امام حسن پر پوری ہو گئی پھر امیر معاویہ اسلام کے پہلے سلطان ہوئے اور قیامت تک تمام سلاطین اسلام سلطان ہی ہوں گے۔ کوئی خلیفہ راشد نہ ہوگا اور دوسرے معنی سے یہ اسلامی سلطان خلیفہ ہے جیسے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ بارہ خلفاء تک اسلام عزیز رہے گا۔ تمہارا یہ اعتراض تب ہو سکتا تھا جب ہم امیر معاویہ کو خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہوتے۔ لہذا یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں۔

اعتراف ۱۷: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔ اس حدیث کو امام ذہبی نے نقل کیا اور صحیح بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ یہ راقی گردن زدنی ہے۔

جواب: اس کا جواب اس کے سوا کیا دیا جائے کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ کسی جھوٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا اور امام ذہبی پر افترا کیا۔ سرکار فرماتے ہیں کہ مجھ پر دیدہ و نست جھوٹ باندھئے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ خدا کا خوف چاہیے امام ذہبی نے تردید کیلئے یہ حدیث اپنی تاریخ میں نقل فرمائی اور

ہاں ساتھ ہی فرمایا کہ یہ موضوع یعنی گفتری ہوئی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ حضور کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی خود ہی اپنے زمانہ میں کمرادیا ہوتا۔ پھر تمام صحابہ اور تابعین اور اہل بیت نے یہ حدیث سنی مگر عمل کی نے نہ کیا۔ بلکہ امام حسین نے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کے ان کیلئے منبر رسول کو بالکل خالی کر دیا اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے معاویہ کے علم و عمل کی تعریفیں فرمائیں۔ انہیں مجتہد فی الدین قرار دیا۔ انہیں کسی ایسی حدیث نہ پہنچی چودہ سو برس کے بعد تمہیں پہنچ گئی۔

ساتمہ: آخر میں ہم اپنے سنی بھائیوں کی خدمت میں چند ہدایات عرض کرتے ہیں ان کا خیال رکھا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ دولت ایمان محفوظ رہے گی۔ اس زمانہ میں بہت خوش نصیب وہ ہے جو دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔

پہلی ہدایت: ایمان کے لیے محبت اہل بیت اطہار اور اخلاعت صحابہ کبار ایسی ہی ضرورت ہے جیسے پرندے کیلئے دو بازو یا گاڑی کے لیے دو پیسے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک سے محروم رہا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے سارے صحابہ تارے ہیں جن کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے اور فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے علیحدہ رہا ڈوب گیا۔ جیسے سمندر میں سفر کرنے والے جہاز کی بھی ضرورت ہے اور قطب نما تارے وغیرہ کی بھی۔ ایسے ہی مسافر آخرت کو اہل بیت کی کشتی اور صحابہ تاروں دونوں کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ اہل سنت کا ہیزا پار ہے کہ یہ اہل بیت کی کشتی پر سوار ہیں اور صحابہ کے تابعدار ہیں۔

رَبَّنَا ارْزُقْنَا الْحَقَائِمَةَ عَلَى سُنَّتِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دوسری ہدایت: اہل بیت کی محبت اور صحابہ کرام کی اطاعت کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے سارے اہل بیت سے محبت کرے اور سارے صحابہ کرام سے عقیدت

رکھے۔ یاد رکھو کہ ان دو مقدس جماعتوں میں سے ایک کی دشمنی اور پردہ سب سے دشمنی ہے جیسے کہ سارے پیغمبروں پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایک کا انکار گویا سب کا انکار ہے۔ مومن ہونے کیلئے سب کو ماننا ضروری ہے ایسے ہی ایمان کیلئے حضور کے سارے صحابہ و اہل بیت پر قربان ہونا لازم ہے جو کوئی کہے کہ میں اہل بیت اطہار میں حضور کی چار صاحبزادیوں میں سے صرف ایک صاحبزادی فاطمہ الزہرا کو ماننا ہوں تو ازدواج پاک میں سے صرف ایک زیدی حضرت خدیجہ الکبریٰ کو ماننا ہوں تین دلا دوں میں سے صرف ایک دلا دو حضرت علیؑ کو ماننا ہوں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے صرف پانچ چھ صحابہ کو ماننا ہوں باقی کی برائیاں کرے وہ اصل میں حضور کو نہیں ماننا بلکہ اس فہرست بنانے والے کو ماننا ہے جس نے یہ لسٹ اپنی رائے سے مرتب کی کوئی بارہ پر ایمان لایا کوئی چھ اماموں پر کوئی صرف تین پر یہ کثرت اور تعدا دیکھی جس مومن نے ایمان کے ساتھ اس جمال جہاں آرا کی ایک بار زیارت کر لی وہ ہماری آنکھوں کا تارا ہے۔ دل کا سہارا ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کبار اہل سنت اطہار کی شان کا تو کیا پوچھنا مدینہ پاک کا غبار زخمی دل کا مرہم بے چین دل کا چین ہے۔ ہمارے لیے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ کی طہین شریف سر کا تاج ایسے ہی حضرت فاطمہ زہرا کے قدم کی خاک شریف آنکھوں کا سرمہ ہے۔ جیسے ابو بکر صدیقؓ تاج العلماء اول خلفاء ہیں ویسے ہی حضرت علی مرتضیٰ خاتم الخلفاء قاسم ولایت اولیاء ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کو اس ذات کریم سے نسبت ہو اس سے ہم کو محبت اور وارستگی ہو۔ مومن کو ایلی کی گلی کا ستا پیارا مومن کو جناب مصطفیٰ کے مدینہ کے کانٹے پیارے۔ مومن کو فہرست اور لسٹ سے کیا کام۔

عاشقانِ راجہ کارِ با تحقیق
ہر کجا نامِ دوستِ قربانم

تیسری ہدایت: صحابہ کرام سے قبل اسلام جو کچھ صادر ہوا بعد اسلام جو خطائیں واقع ہوئیں اور رب تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان فرمایا اب ان کا ذکر کرنا بہ نیت توہین ایمان کے خلاف ہے۔ حضرت ابوسفیان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے سے پہلے بہت جنگیں کیں۔ حضرت وحشی نے قبل ایمان حضرت حمزہ کو شہید کیا۔ ہندو زوجہ ابوسفیان نے حضرت امیر حمزہؑ کی نعش شریف کی بے حرمتی کی بعد میں یہ لوگ مومن ہو گئے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بزرگوں کو معافی دے دی اور ان کو عزت و مال عطا فرمائے تو ہم کبچہ پھرنے والے کون کیا ہمارے دل میں حضور سے زیادہ ان کا درجہ ہے۔

جیسے کہ انبیاء کرام سے لغزشیں ہوئیں یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے خطائیں ہوئیں لیکن ان کی معافی کا اعلان قرآن وحدیث میں ہو گیا۔ حضرت زینب سے برا ارادہ واقع ہوا پھر ان کی توبہ کا اعلان بھی ہو گیا۔ اب ہم کو یہ حق نہیں کہ ان مقدس بزرگوں کی خطائیں اپاہذ بیان کر کے اپنا ایمان خراب کریں۔ ہماری نگاہ ان خطاؤں پر نہ ہونی چاہیے بلکہ ان نسبتوں پر ہونی چاہیے ہم یہ نہ دیکھیں کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام یا حضرت زینب نے کیا کیا۔ ابوسفیان وحشی و امیر معاویہ نے کیا کیا۔ ہماری نظر اس پر ہونی چاہیے کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام نبی زادے نبی کے بھائی ہیں۔ زینب بنت جحش کی زوجہ ہیں۔ ابوسفیان اور وحشی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تمام اولیاء و علماء امت سے بہتر ہیں ساری امت کے سردار ہیں۔

چوتھی ہدایت: بہتر یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام کی آپس کی شکر رنجوں اور خانہ جنگیوں کا ذکر ہی نہ کریں اور اگر ضرور کرنا پڑ جائے تو تمام کا ذکر فیوض کریں کہ ان سب کی خیریت کی گواہی قرآن کریم نے دی ہے۔ ہم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خبردار نہیں ہیں۔ رب نے ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے ان کے ایمان دار ہونے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔

اگر ہمارے والد اور بچا میں شک و شبہ یا جنگ ہو جائے تو ہماری سعادت مندی یہ ہے کہ اُن دونوں کا احترام کریں اور آپس میں پھرتیں جائیں گے لیکن ہم بے ادبی کر کے دونوں طرف سے مارے جائیں گے۔ امیر معاویہ اور حضرت علی مرتضیٰ دونوں بھائی بھائی کی طرح جنت میں ہوں گے ہم ان میں سے کسی کو برا کہہ کر کیوں نہ نکالیں۔ ایمان کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی وگہری امیر معاویہ کی معافی اسی پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔

پانچویں ہدایت: ہر مسلمان پر لازم ہے کہ تاقیامت سادات کرام کا ادب و احترام کرے اور یہ سمجھے کہ یہ حضرات ہمارے اُن پیغمبر کی اولاد ہیں جن سے ہم کو کلمہ اِیمان ملا قرآن ملا بلکہ یوں کہو کہ اُن سے ہمیں رحمن ملا۔ ہم کبھی بھی ان کے حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اس مقدس اور شریف نسب میں بہت سی خصوصیات ہیں۔ یہ سید الانبیاء کی اولاد ہیں اور رب تعالیٰ نیک باپ دادوں کے طفیل پرکرم فرماتا ہے۔ رب نے فرمایا:

وَمَنْ يُؤْمَرْ بِالْعَمَلِ فَلْيُحْسِنِ الْعَمَلَ (۸۲-۸۱)

ان حضرات پر ذکوۃ اور صدقہ واجبہ ترمام ہے کیونکہ یہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے۔ ساری قومیں گمراہ ہو سکتی ہیں مگر سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ حضرات ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے یہ دعا فرمائی تھی:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَّكَ (۲-۱۲۸)

اور ہماری اولاد میں اپنی اطاعت شعار جماعت رکھ۔

امام مہدی سید ہی ہوں گے جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نماز پڑھیں گے اور جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اُن سادات پر ہم ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

صواعق محرقہ میں فرمایا کہ خلافت ظاہری اگرچہ اہل بیت اطہار سے منتقل ہو گئی مگر خلافت باطنی تاقیامت سادات میں رہے گی چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سید ہی ہوگا۔ سید حضرات جبل اللہ اُمّین ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ غرض کہ سادات کرام کا ادب و احترام ایمان کا رکن اول ہے حتیٰ کہ اگر سید سے کوئی گناہ ہو جائے تو ہم اُس گناہ کو برا سمجھیں سید کو برا نہ سمجھیں۔ اگر حاکم اسلام کے پاس کوئی سید ایسے جرم میں ماخوذ ہو کر آئے جس سے شرعی سزا قائم کرنا لازم ہے تو حاکم وقت یہ سمجھ کر حد شرعی اُس پر جاری کرے کہ شاہزادہ کے پاؤں میں کچھڑ لگ گئی ہے میں اسے صاف کر رہا ہوں۔ غرض کہ سادات کرام کا انتہائی ادب چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَوْزُقْنَا حُبَّ آلِ رَسُوْلِكَ صَلِّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ۔

ہم نے سادات کرام کے طیب و طاہر نسب شریف کے فضائل میں مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے الکلام المقبول فی شرافت نسب الرسول اُس کا مطالعہ کرو۔

چھٹی ہدایت: خیال رہے کہ سادات کرام کی داوہیال اہل بیت اطہار سے ملتی ہے یعنی امام حسن علیہ السلام اور حضرت علی علیہ السلام سے اور ان کی نانہیال ابو بکر صدیق علیہ السلام تک پہنچتی ہے کیونکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فردہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابو بکر صدیق ہیں۔ (دیکھو صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰) اسی لیے کسی نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ ابو بکر صدیق کو کیا فرماتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ اے سالم کیا کوئی اپنے عہد یا نانا کو بھی برا کہہ سکتا ہے۔ ابو بکر میرے نانا ہیں جو اُن سے بغض رکھے اللہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ کرے۔ (دیکھو صواعق محرقہ صفحہ ۳۲) اس لحاظ سے تمام مسلمانوں کو سادات کرام کے داوہیال اور نانہیال کا ادب کرنا چاہیے۔

امام جعفر صادق کا شجرہ نسب والد کی طرف سے یہ ہے:

امام جعفر ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

اور آپ کا نسب نامہ والدہ کی طرف سے یوں ہے۔

امام جعفر صادق ابن فرہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہم تو آپ حضرت علی کے چوتھے پوتے اور حضرت ابو بکر صدیق کے چوتھے نواسے ہیں یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے۔

ساتھیں ہدایت : بعض حضرات سب خبری میں کہہ دیتے ہیں کہ ہم حضور کی آل ہیں تم لوگ حضور کی امت ہو تمہیں نیک اعمال کرنے چاہئیں ہم کو ضرورت نہیں۔ یہ بہت ہی بڑی بات ہے اولاً تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہم حضور کی امت نہیں یہ اپنے کفر کا اقرار ہے اور اقرار کفر بھی کفر ہے ہر مومن حضور کا امت اجابت ہے اور ہر مخلوق حضور کا امت دعوت ہے۔ امت نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ میں مسلمان نہیں۔ تمام صحابہ تمام ازواج اولاد بلکہ خود حضور کے والدین کریمین حضور کی امت ہیں اور سب کیلئے حضور کا امتی ہونا فخر ہے۔

نیز کوئی شخص موت سے پہلے اعمال سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اعمال کرتے تھے اور خود حضرت علی وفاطمہ زہرا حضرات حسین نیک اعمال کے تھے سے پابند تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا تھا کہ اے فاطمہ ایسا نہ ہو کہ لوگ قیامت میں اعمال لے کر آئیں اور تم صرف نسب حضرت حسین نے شہادت کے وقت تک نماز پڑھی حتیٰ کہ سجدہ میں سر دیا۔ اب ان سے بڑھ کر کون ہے جسے اعمال کی ضرورت نہ رہی۔

بلکہ حضور کی اولاد کو نیک اعمال زیادہ چاہئیں تاکہ ان کا عمل ان کے آباؤ اجداد کی زندگی شریف کا نمونہ ہو۔ دیکھنے والے کہیں کہ جن کی اولاد ایسی پاکیزہ ہے وہ خود کیسے ہوں گے۔ یاد رہے کہ ریل کا مسافر خواہ فٹسٹ کا ہو یا تھریڈ کا۔ انجن کی اور

اسے لائن پر رہنے کی سب کو ضرورت ہے بلکہ فٹسٹ کا مسافر زیادہ کرایہ ادا کرتا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو فٹسٹ کا مسافر ہوں نہ ریلوے لائن کا محتاج نہ مجھے ان کی ضرورت نہ میں کرایہ ادا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے چلانے والے ہیں اسلام لائن ہے اور اعمال گویا کرایہ ہے۔

تھوڑی ہدایت : اہل بیت کی محبت دو طرح کی ہے پٹی اور جھوٹی پٹی محبت کھات کا ذریعہ ہے جھوٹی محبت ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے اور یہودیوں نے عزیز علیہ السلام سے جھوٹی محبت کی کہ عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ ہم کو اعمال کی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھ جانا ہم سب کے گناہوں کا کفارہ ہو چکا۔ یہود نے عزیز علیہ السلام کو رب کا بیٹا مانا یہ بھی جوش محبت میں ہی تھا۔ بتاؤ اس خط محبت سے وہ مومن ہونے پر گز نہیں۔

اہل بیت کی پٹی محبت یہ ہے کہ دل ان پر فدا ہو۔ ان کی اتباع میں ان کے اعمال کرنے کی کوشش ہو۔ نماز کی سخت پابندی کی جائے عہد و شکر کا دامن کبھی نہ چھوڑے۔ ان کے نقش قدم کو اپنے لیے رہبر بنائے۔ عا شورہ کے دن رات کو نوافل پڑھے دن میں روزہ رکھے۔ اس دن صدقہ و خیرات کرے عبادت قرآن میں دن گزارے۔ کفار سے جہاد کیلئے تیار رہے۔ نا اہل کو کبھی دوٹ نہ دے کہ حضرت حسین چہرے یزید کو اپنا اوٹ نہ دیا سر دے دیا۔ طاغوتی طاقت کے آگے کبھی نہ ہٹکے۔ قانون اسلامی کو ٹوٹا ہوا دیکھے تو جان دے دے مگر اسلام کی شان میں فرق نہ آنے دے۔ مصیبت میں گھبرانے جائے بہر حال ان کی ہی زندگی گزارنے کی کوشش کرے۔ اہل بیت اطہار کی یہ پٹی محبت ہے خواہ زبان سے اس محبت کا اعلان ہو اللہ یہ محبت العیب کرے۔

مگر جب نماز کا ذکر نہیں اسلامی صورت نہیں مسلمان کا سہا بس نہیں اسلامی

اخلاق نہیں اس صرف عاشورہ کے دن سینہ یا سر پٹ لیا گھوڑا نکال لیا ماتم کر لیا زنجیر سے سینہ زخمی کر لیا اور سچے کہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا جنت کا ٹکٹ مل گیا دوستو یہ سچی محبت اہل بیت نہیں یہ تو یزید یوں کی نقل ہے۔

امام حسین ؑ کے ہاتھ میں زنجیر نہ تھی تلوار تھی۔ انہوں نے اپنا سینہ نہ کٹا تھا۔ یزید یوں کا سر پٹ لیا تھا ان کی زبان پر ہائے دائے نہ تھی بلکہ قرآن تھا۔ انہوں نے عاشورہ کے دن نماز نہ چھوڑی تھی کھانا پینا چھوڑا تھا۔ کاش آج ہمارے ہاتھ میں بجائے زنجیر کے کفار کے مقابلہ میں تلوار ہوتی۔

لطیفہ: کسی نے حضرت امیر ملت قطب الوقت سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض لوگ ہمارے ہاں امام حسین ؑ کا مصنوعی جنازہ بنا کر سینے پیٹتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ اگر یہ عقل مند یزید کا جنازہ بناتے تو اس پر چار جوتیاں ہم بھی مارتے۔ پھر فرمایا کہ اس سے تو ہندو ہی عقل مند رہے کہ وہ دھرم کے دن دشمن راون کا تابوت بنا کر اسے گولی کا نشانہ بناتے ہیں رام چندر کا جنازہ نہیں بناتے۔

نیز کسی نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضور سید دوزخ میں چا سکتے ہیں یا نہیں۔ فرمایا رب تو نہیں چاہتا کہ سید دوزخ میں جائیں اگر ان میں سے کوئی خود ہی دوزخ میں چلا گیا لگائے تو اس کی مرضی۔

نویں ہدایت: صحابیت وہ درجہ ہے جس کو کوئی غیر صحابی نہیں پہنچ سکتا جس کے ذرا گل گزر چکے۔ پھر جو خوش نصیب لوگ صحابی بھی ہوں اور حضور کے اہل بیت بھی وہ تو نور علی نور ہیں۔ جیسے حضور کی ازواج پاک اور تمام صاحبزادیاں رضی اللہ عنہم اجمعین لیکن وہ حضرات جو صحابی تو ہیں مگر اہل بیت نہیں۔ جیسے حضرات خلفاء ثلاثہ یا عام مہاجرین و انصار ان بزرگوں سے زیادہ درجہ والے ہوں گے جو اہل بیت تو ہیں مگر صحابی نہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صاحبزادگان جو ہوش سنبھالنے

پہلے ہی وفات پا گئے۔ کیونکہ صحابیت بڑی اعلیٰ نعمت ہے۔ اس لیے عرض کیا گیا آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل بیت تو صحابی نہیں اور کوئی صحابی اہل بیت نہیں یہ سچے ہوئے ہیں مگر صحابی غیروں کو کہا جاتا ہے جو حضور کے اپنے ہیں وہ صحابہ نہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق ؓ تمام صحابہ میں افضل ہیں اور صحابہ سے ان کی وہ ہی مراد ہوتی ہے جو ہم عرض کر چکے مگر یہ غلط ہے۔ ابو بکر صدیق ؓ بعد انبیاء افضل البشر ہیں۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں ابو بکر صدیق ؓ کو اپنے مصلے پر کھڑا کیا اور تمام مسلمانوں کا امام بنایا اور یہ اتفاقاً نہ تھا بلکہ فرمایا کہ جس قوم میں ابو بکر ہیں اس میں کسی اور کو امام بننے کا حق ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ قوم میں امام اس کو بنایا جاتا ہے جو سب سے علم و فضل میں زیادہ ہو۔ رب نے بھی ابو بکر صدیق کو ابو الفضل یعنی سب سے افضل فرمایا کہ فرمایا: وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَتَسُغِبُ عَنْكُمْ وَارْتَمَتْ عَلَيْهِ الْأُكُوفُ (۲۳-۲۲) خیال رہے کہ فضل کے بعد منکم مذکور ہے لیکن سغیب کے بعد منکم نہیں۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبر فضیلت میں تمام صحابہ و اہل بیت سے زیادہ ہیں مگر بالداری میں نہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ یہ کلی فضیلت کا ذکر تھا۔ نبی جزوی فضیلت میں بعض اہل بیت اطہار صدیق اکبر ؓ سے افضل ہیں جیسے لخت جگر ہونے نور نظر ہونے جزو بدن ہونے کی جو عظمت حضرت خاتون جنت کو حاصل ہے وہ صدیق اکبر کو نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے مطلقاً اور کلی طور پر افضل ہیں لیکن بعض انبیاء کرام میں بعض جزوی خصوصیات علیحدہ موجود ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا محمود ملائکہ ہونا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر والد پیدا ہونا۔

دسویں ہدایت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ اور بی بی خدیجہ الکبریٰ افضل و اعلیٰ ہیں۔ بی بی عائشہ صدیقہ میں بہت

خصوصیات ہیں۔ آپ ہی حضور کو کنواری ملیں۔ آپ ہی تمام ازواج سے زیادہ علم والی کہ بہت سی احادیث آپ سے مروی ہیں اور قرآن حکیم کی فہم بے مثل رکھتی تھیں۔ آپ کے بستر میں حضور پر وقی آتی تھی۔ آپ کو روح الامین سلام عرض کرتے تھے۔ آپ کو کچھ لوگوں نے تہمت لگائی تو رب نے آپ کی عصمت کی گواہی قرآن میں دی۔ یعنی بی بی مریم کو تہمت لگائی تو عیسیٰ علیہ السلام گواہ یوسف علیہ السلام کو تہمت لگائی تو ایک شیر خوار بچہ گواہ محبوب کو تہمت لگائی تو خود رب تعالیٰ گواہ۔ آپ ہی کے سینہ شریف پر حضور کی وفات ہوئی اور آپ کے ہی حجرہ میں حضور تا قیامت جلوہ گر ہیں۔

بی بی خدیجہ الکبریٰ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنوارے ملے۔ حضور نے آپ کی موجودگی میں کوئی اور نکاح نہ کیا۔ آپ نے ہی حضور کے آڑے وقت میں نہایت وفادارانہ طور پر ساتھ دیا۔ آپ ہی کے مال سے اللہ نے حضور کو غنی فرمایا و وجہ ذک عاقلہ فاعطی۔ آپ ہی حضور کی تمام اولاد کی ماں ہیں کہ سوا حضرت ابراہیم کے تمام اولاد آپ سے ہے۔ آپ ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کی اصل اور تمام سادات کرام کی دادی صاحبہ ہیں میں کیا اور میرا منہ کیا۔ کہ ان سرکاروں کے مراتب بیان کر سکوں۔ ان کی قبر انور کے درے مسلمانوں کے دل کے قبلا اور جان کے کعبہ ہیں۔

تمام اولاد پاک میں حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا بہت افضل والی ہیں۔ آپ سید الانبیاء کی لاؤلی سید الاولیاء شیر خدا کی بانو یعنی گھر کا اجالا ہیں اور سید الشہداء کی ماں حضور کے شجر اولاد کی اصل ہیں۔

حضور کے والدین کریمین طہیین طاہرین حضور کی نبوت کے ظہور سے پہلے وفات پا گئے۔ وہ حضرات اپنی زندگی میں بے گناہ مؤمن اور اللہ کے مقبول تھے جنہیں رب نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی امانت کیلئے چنا۔ پھر نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ زندہ فرما کر اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمایا۔ انہیں اپنا کلمہ پڑھا کر اپنی امت میں داخل فرمایا۔ (شامی) اب وہ حضرات صحابی رسول ہیں۔

چند نشستوں میں یہ چند اوراق سیاہ کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس سیاہی سے میری سیاہ کاری دور فرمائے اور میرے نامہ اعمال کی سیاہی کو دلو دے مجھے قیامت کی رو سیاہی سے بچائے۔

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک صحابی رسول کی ذات شریف سے لوگوں کے مطاعن دفع کروں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی اس کے پس پشت عزت بچائے تو اللہ اسے قیامت کی ذلت سے بچائے گا تو جو کوئی حضور کے ایک صحابی کی عزت سے طعن دور کرے تو حضور کے اس وعدے کے مطابق امید ہے کہ رب اسے ذلت و خواری سے دین دنیا میں بچائے گا۔ فقیر کی یہ حقیر سی تحریر جسے پسند آئے وہ قبول فرمائے اور مجھے دعائے خیر سے یاد کرے اور جسے پسند نہ آئے وہ مجھے برا کہے جناب امیر معاویہؓ کو برا کہنے سے باز آئے تب بھی میری محنت ٹھک نہ لگی۔

تمتہ

یہ رسالہ لکھ چکنے کے بعد میرے عزیز ترین شاگرد رشید الحاج سید محمود شاہ صاحب گجراتی سلمہ نے مجھے رائے دی کہ میں اس رسالہ میں حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانی سر بندہ قدس سرہ العزیز اور حضرت محبوب سبحانی غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ارشادات گرامی جو ان بزرگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کے متعلق فرمائے ضرور یہاں نقل کروں تاکہ برکت کے ساتھ ساتھ استدلال میں قوت بھی حاصل ہو۔ مجھے ان کی عزیز کی یہ رائے بہت پسند آئی۔ میں نہایت فخر سے ان محبوبان بارگاہ الہی کے ارشادات نقل

کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ ناظرین کرام بغور ملاحظہ کریں اور ایمان تازہ کریں اور سوچیں کہ ان بزرگوں کی عقیدت صحابہ کرام اور امیر معاویہ کے متعلق کیا تھی۔

قلب ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ جو اکابر اولیاء امت میں سے ہیں ان کے مکتوبات شریف مومنوں کی آنکھوں کا نور و کامرور ہیں۔ اس مکتوبات شریف جلد اول مکتوب پنجاب و چہارم صفحہ ۸۶ جو شیخ فرید صاحب کو تحریر فرمایا گیا جس میں بد مذہب کی صحبت سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی اس میں فرماتے ہیں:

”بدترین جمیع فرق بلند عان جماعت اند کہ باصحاب پیغمبر بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشان را کافری نامد لیس غیظ بہم الکفار قرآن و شریعت را اصحاب تبلیغ نمودند اگر ایشان مطعون باشند طعن در قرآن شریف لازم آید“

تمام بدعتی فرقوں میں بدتر فرقہ وہ ہے جو حضور کے صحابہ سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کو کافر کہا ہے کہ قرآن میں فرمایا لیغیظ بہم الکفار قرآن اور شریعت کی تبلیغ صحابہ نے کی اگر خود صحابہ ہی مطعون ہوں تو قرآن اور ساری شریعت میں طعن ہوگا۔

حضرت مجدد الف صاحب اسی مکتوب شریف میں کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

”دخلاء فی نزاع کہ در میان اصحاب واقع شدہ بود محمول نہ ہوئے نفسانی نیست در صحبت خیر ابشر نفوس ایشان تخریکہ رسیدہ بودند و از آزادی آزاد گشتہ“

جو جھگڑے اور نزاعیں صحابہ کرام میں ہوئیں وہ نفسانی خواہش کی بنا پر نہ تھیں کیونکہ صحابہ کے نفوس حضور کی صحبت کی برکت سے پاک ہو چکے تھے اور ستانے سے آزاد۔

”ایں قدر می دانم کہ حضرت امیر در میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ان جنگوں میں

باب ہر حق بود و مخالف ایشان علی مرتضیٰ حق پر تھے اور ان کے مخالفین خطا کا بود اما این خطا خطاء اجتہادی پر لیکن یہ خطا اجتہادی ہے جو فسق کی حد تک نہ پہنچتی بلکہ ملامت کا موجب نہیں کیونکہ خطا کا کار مجتہد کو بھی ہر دور میں بطور خطا گننا غلط ہے۔

مکتوب رانیز دیک درجہ است از ثواب“ ثواب کا ایک درجہ مل جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی اسی مکتوبات شریف جلد دوم مکتوبات سی ششم صفحہ ۷۶ میں جو خوب محمد تقی صاحب کو حقیقت مذہب اہل سنت کے بارے میں لکھا گیا اس میں فرماتے ہیں۔

”ہر گاہ اصحاب کرام اور بعض امور اجتہادیہ ہاں سرور علیہ الصلوٰۃ و تسلیمات مخالفت کردہ اند بخلاف رائے آں سرور علیہ الصلوٰۃ و تسلیمات حکم نمودہ اند و آں اختلاف ایشان مذموم رلام نبود وضع آں باوجود نزول و قی نیامدہ“

جبکہ صحابہ کرام بعض اجتہادی چیزوں میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کی بھی مخالفت کرتے تھے اور حضور کی رائے کے مخالف رائے دیتے تھے اور ان کا یہ اختلاف نہ برا تھا نہ ملامت کے قابل اور ان کے خلاف کوئی وحی نہ آئی تو حضرت علی کی مخالفت اجتہادی امور میں کفر کیسے ہو گئی اور علی مخالفین پر طعن و ملامت کیوں ہے حضرت علی سے جنگ کرنے والے اہل اسلام کی بڑی جماعت اور جلیل القدر صحابہ ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے ضعیفی ہونے کی بشارت آنچکی ہے انہیں کافر کہنا یا ملامت کرنا آسان نہیں ہے۔ بہت سخت بات ان کے منہ

”مخالفت با امیر و امور اجتہادیہ چرا کفر باشد و مخالفان چرا مطعون و ملام باشند محاربان امیر جم غفیر انداز اہل اسلام و از اہل اصحاب۔ اند بعض از ایشان مبشر ببحث تکفیر و تشنیع ایشان امر آسان نیست۔ تکثیر کلمۃ خروج من افواہہم“

نہیں ہے۔ بہت سخت بات ان کے منہ

سے نکلتی ہے۔

حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اس طویل مکتوب شریف میں کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ غور سے ملاحظہ فرمادیں۔

”صحیح بخاری کا صحیح کتب است بعد صحیح بخاری جو قرآن کے بعد بڑی صحیح کتاب اللہ و شیعہ نیز ہاں اعتراف دارند فقیر از احمد بن حنبل کہ از اکابر شیعہ بود و است شنیدہ ام کہ می گفت کتاب بخاری اصح کتب است بعد کتاب اللہ آنجا روایت ہم از موافقان امیر است و ہم از مخالفان امیر و ہواقت و مخالفت مروج و رائج نہ اند شراند۔ چنانچہ از امیر روایت کند از معاویہ نیز روایت کند اگر شائبہ لعن در معاویہ دور روایت معاویہ بودے ہرگز در کتاب روایت نہ کردے و اور اورج نہ کرد“

نوٹ ضروری: حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اسی مکتوب شریف میں اپنا ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میرا طریقہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد شریف و حضرت علی رضی اللہ عنہم کی فاتحہ کیلئے کھانا پکواتا تھا۔ ایک بار میں نے خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دیکھا کہ میں سلام عرض کر رہا ہوں مگر جواب نہیں ملتا اور حضور میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ ”نجانہ

۱۰۳

۱۰۳

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ان ارشادات گرامی سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ حضرت مجدد کا عقیدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ازواج پاک اور تمام صحابہ کرام کے متعلق کیا ہے اب جس مسلمان کے دل میں حضرت مجدد صاحب کی محبت ہوگی وہ امیر معاویہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو حضرت مجدد صاحب کی جماعت سے خارج ہوگا۔

حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب مستطاعت غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷ پر اہل سنت کے عقائد کے بیان میں ایک فصل باندھی۔

فصل باندھی۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام امتوں میں بہتر حضور کی امت ہے اور ان سب امت میں اُس زمانہ والے بہتر ہیں جنہوں نے حضور کو دیکھا۔

اس فصل میں خلافت کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ثُمَّ وَلِيَ مُعَاوِيَةَ تِسْعَ عَشْرَ سَنَةً وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ وَلَاءَهُ عُمَرُ الْإِمَارَةَ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ

پھر خلافت کے والی امیر معاویہ رہے انیس سال تک اور اس سے پہلے انہیں عمر نے شام کا حاکم رکھا تھا تیس سال

حضور غوث پاک اسی غنیۃ الطالین کے صفحہ ۵۷ میں امیر معاویہ اور علی مرتضیٰ کی جنگ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا قَالَهُ لَطْلَحَةُ وَالزُّبَيْرُ
وَعَالِشَةُ وَمَعَاوِيَةُ مَقْدُ نَصْرُ
الْإِمَامِ أَحْمَدُ عَلَى الْأُمْسَاكِ
عَنْ ذَلِكَ وَجَمِيعِ مَا شَجَرَ
بَيْنَهُمْ مِنْ مُسَاوَعَةٍ وَمَنَافِرَةٍ
وَالْخُصُومَةِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُزِيلُ
ذَلِكَ مِنْ بَيْنِهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَنَزَعْنَا فِي
طَلْحٍ وَرَهْمٍ مِنْ عِلٍّ وَلَئِنْ عَلِيًّا
كَانَ عَلَى الْحَقِّ فِي قِتَالِهِمْ فَمَنْ
خَرَجَ مِنْ ذَلِكَ بَعْدَ وَنَاصِيَةٍ
خَرَجْنَا كَمَا نَبَاغِيَا خَارِجًا عَنْ
الْإِمَامِ فَيَجَارِ قِتَالُهُ وَمَنْ قَالَ لَهُ مِنْ
مَعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ طَلَبُوا
أَثَارَ عُثْمَانَ خَلِيفَةَ حَقِّ الْقَتُولِ
طَلَسُوا وَالَّذِينَ قَتَلُوا كَانُوا فِي
عُسْكَرِ عَلِيٍّ فَكُلُّ ذَهَبٍ إِلَى
تَأْوِيلٍ صَحِيحٍ

اور لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت طلحہ زبیر
وعائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ سے اس قتال
کے متعلق امام احمد نے تصریح کی ہے کہ
اس میں اور صحابہ کی تمام جنگوں میں بحث
کرنے سے باز رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ
ان کی تمام کدورتوں کو قیامت میں دور فرما
دے گا جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ ہم
جنتیوں کے سینوں سے کیئے نکال دیں
گے اور اس لیے کہ علی مرتضیٰ ان صحابہ سے
جنگ کرنے میں حق پر تھے اور جو کوئی انکی
اطاعت سے خارج ہوا اور ان کے مقابل
جنگ آزمایا ہوا اس سے جنگ جائز ہوتی
اور جن بزرگوں نے علی مرتضیٰ سے جنگ
کی جیسے حضرت طلحہ زبیر امیر معاویہ انہوں
نے حضرت عثمان کے خون کے بدلہ کا
مطالبہ کیا جو کہ خلیفہ برحق اور مظلوم ہو کر
شہید کئے گئے اور عثمان کے قاتلین
حضرت علی کی فوج میں شامل تھے لہذا ان
میں سے ہر ایک صحیح تاویل کی طرف گئے۔

حضور غوث الثقلین سرکار بغداد اسی غنیۃ الطالین کے صفحہ ۷۶ میں امیر معاویہ کی امارت و خلافت کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا جَلَالَةُ مَعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي
سُقْيَانَ قَتَابَتُهُ صَحِيحَةُ بَعْدَ
مَوْتِ عَلِيٍّ وَبَعْدَ خُلُوعِ الْحَسَنِ
ابْنِ عَلِيٍّ نَفْسِهِ عَنْ الْجَلَالَةِ
وَتَسْلِيحِهَا إِلَى مَعَاوِيَةَ لِرَأْيِ رَأَاهُ
الْحَسَنَ وَمُصْلِحَةِ عَامَةِ
تَحَقُّقَتِ لَهُ وَحَقَّقِي دِمَاءَ
الْمُسْلِمِينَ

اور برحق امیر معاویہ ابن ابی سفیان کی
خلافت پس وہ اس وقت سے درست
ہوئی جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی
اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے کو خلافت سے
عہدہ کر لیا اور امیر معاویہ کے سپرد
کردی۔ ایک مصلحت کی بنا پر جو امام
حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھی اور آپ کو مصلحت
عامہ اسی میں نظر آئی۔ مسلمانوں کا خون
بچانے کیلئے۔

حضور غوث پاک سرکار بغداد و جیلانی اسی غنیۃ الطالین کے صفحہ ۷۸ میں اہل

سنت کا عقیدہ یوں بیان فرماتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلَى وَجُوبِ
الْكُفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
وَالْإِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيهِمْ
وَالْخِلْفَارِ لِقَضَائِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ
وَتَسْلِيمِ أَمْرِهِمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
عَلَى مَا كَانُوا وَجَعَلُوا مِنْ
اِخْتِلَافِ عَلِيٍّ وَعَالِشَةَ وَمَعَاوِيَةَ
وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
عَلَى مَا قَدَّمْنَا بَيَانَهُ وَإِعْطَاءِ كُلِّ

سارے اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ
کرام کی جنگوں میں بحث سے باز رہا
جائے اور انہیں برا کہنے سے پرہیز کیا
جائے۔ ان کے فضائل اور انکی خوبیاں
ظاہر کی جائیں اور ان بزرگوں کا معاملہ
رب کے سپرد کیا جائے۔ جیسے وہ
اختلافات جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت
عائشہ معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان تھیں
واقع ہوئے جس کا بیان ہم پہلے کر چکے

ذی فضل فضله کما قال اللہ
نعمالی والذین جاءوا من بعدی
هم بقولکون ربنا اغفر لنا
ہیں اور ہر عظمت والے کو اس کی عظمت
کا حق دیا جائے کیونکہ رب تعالیٰ مومنوں
کی شان میں ارشاد فرماتا ہے کہ جو
مسلمان ان صحابہ کے بعد آئے وہ یوں
کہتے ہیں کہ اسے رب ہمیں بخش دے۔

حضور پاک رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات کو سن کر سچا مسلمان اور کوئی بزرگوں
کا ماننے والا امیر معاویہؓ پر زبان طعن و راز کر کے اپنا ایمان برباد نہ کرے گا۔
حضور غوث اعظم کا یہ واقعہ تو مشہور ہی ہے جسے عام علماء و داعیین بیان
فرماتے رہتے ہیں کہ کسی نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے امیر معاویہؓ کے
متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ امیر معاویہؓ کی تو بڑی شان ہے وہ حضور
کے سائے حضور کے کاتب وحی اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ
اسلام لا کر صرف ایک نظر حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکے پھر سرکاری حکم سے
ایسے گوشہ نشین ہوئے کہ حضور کے وصال کے بعد ہی باہر نکلے۔ کسی دلی کی محبوبیت
حضرت وحشی تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ وہ صحابی رسول ہیں اور صحابی تمام جہاں کے
اولیاء سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

طریقت کے امام اعظم یعنی غوث اعظم کے ارشادات تو سن چکے اب شریعت
کے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی بھی سنو۔ وہ اپنی
کتاب فقہ اکبر میں صحابہ کے متعلق اہل سنت کا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ صفحہ ۸۵
فَسَوَّلَا لَهُمْ جَسَدًا وَلَا تَدْنُو
الصَّخَابَةِ الْأَبْيَضِ
ہم اہلسنت تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں
اور انہیں بھلائی سے ہی یاد کرتے ہیں۔

اس کی شرح میں مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں یوں فرماتے ہیں:

وَأَنْ صَدَرَ مِنْ بَعْضِهِمْ بَغْضٌ
مَا صَدَرَ فِي صُورَةٍ شَرِّهَا لَكَ
عَنِ الْجَبْهَةِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَى وَجْهِ
فساد
اگرچہ بعض صحابہ سے وہ چیزیں صادر
ہوئیں جو بظاہر صورت شر ہیں لیکن وہ
سب اجتہاد سے تھیں فساد سے نہ تھیں۔

بتاؤ اب کون حنفی ہے جو اپنے کو حنفی کہتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر
زبان طعن کھولے اور اپنے امام کی مخالفت کرے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

میر تاج اولیاء سند اصفیاء زینت پنجاب حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری
قدس سرہ العزیز اپنی کتاب کشف المحجوب باب ذکر امہ اہل بیت میں صفحہ ۵۸ پر
حضرت امیر معاویہ کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ سنو اور پتہ لگاؤ کہ داتا
صاحب کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا عقیدت و نیاز مندی ہے۔

”روزے مردے نزدیک دے آمد
وگفت پا پسر رسول اللہ من مرد درویشم
الطقال دارم مرا از تو قوت امشب
باید حسین رضی اللہ عنہ دے۔ انگشت
بیشم کہ مرا ز قوت در راہ است تا
بیارند بے بر نیامد کہ پنج صرہ از دینار
بیاد و دزد از نزد امیر معاویہ رضی اللہ
عنہ اندر ہر صرہ ہزار دینار بود وگفت کہ
معاویہ از تو عذری خواہد وی گوید کہ
ایک دن ایک آدمی امام حسین رضی اللہ
عنہ کے پاس آیا اور بولا کہ اسے رسول
کے فرزند میں فقیر ہال بچے دار ہوں۔
آج رات کی روٹی چاہتا ہوں آپ نے
فرمایا کہ ٹھہرو ہمارا رزق راست میں ہے وہ
پہنچ جانے دو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے
آپ کی خدمت میں پانچ تھیلیاں پہنچیں
ہر ایک میں ہزار ہزار اشرفیاں تھیں اور

اسی وجہ مقدار اندر وجہ کثیر ال خرچ لاسے والوں نے پیغام دیا کہ معاویہ کن تاثر اثر میں بھاری نیکو تریں معذرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معمولی نذرانہ اپنی معمولی ضرورتوں میں خرچ فرمادیں۔ اس کے بعد اس سے بہت زیادہ حاضر کیا جائے گا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اس فقیر کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچویں تھیلیاں اسے بخش دیں۔

داتا صاحب قدس سرہ نے اس واقعہ میں چند باتیں بتائیں۔ امام حسین علیہ السلام کا غیب کا حال جاننا کہ آئندہ کی خبر دے دی۔ امیر معاویہ کی اہل بیت اطہار سے نیاز مندی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھاری نذرانہ پیش فرمایا کرتے تھے اپنے نذرانہ کے منہ اہل بیت اطہار کیلئے کھول دیئے تھے (خیال رہے کہ یہ بدیہ خاص نذرانہ تھا۔ سالانہ وظیفہ امام حسن علیہ السلام کا مقرر ہوا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کا) امام حسین علیہ السلام کا اس نذرانہ و قبول فرما کر راہ خدا میں خیرات فرماتا (خیال رہے کہ نہایت طیب و طاہر حلال چیز اللہ کی راہ میں خیرات دی جاتی ہے) آئندہ زیادہ نذرانہ پیش کرنے کا وعدہ۔

اب کون عقیدت مند ہے کہ جو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مان کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بدگوئی کرے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

ہم اس کتاب میں حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف کا حوالہ پیش کر چکے ہیں جس میں انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں کا ماموں لکھا ہے نیز ان کی کرامت مثنوی کے

بودہ صفحات میں بیان فرمائی کہ انہیں ابلیس لعین نماز کیلئے چکانے آیا پھر آپ کے ہاتھ لینے پر وہ آپ کی گرفت سے چھوٹ نہ سکا اور نہ آپ کو فریب دے سکا۔

فرض کہ تمام علماء اہل سنت اور اولیاء امت کا متفقہ عقیدہ یہ ہی رہا اور یہ ہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کا دل سے احترام کریں۔ انہیں تمام امت سے افضل جانیں لہذا یہ ہی صراط مستقیم ہے جو اولیاء اللہ کا راستہ ہے وہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اس پر رہنے کا ہم کو حکم خداوندی ہے۔ رب فرماتا ہے: وَتُكُونُوا فِي الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۱-۱۱۹) اے خدا ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یہ اولیاء اللہ ہی انعام والے بندے ہیں۔ یہ ہی سچے لوگ ہیں انہیں کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے کون ملیں گے یا رافضی یا وہ سنی جو روافض کی صحبت میں رہ کر یا ان کی کتب دیکھ کر اپنے ایمان کی دولت برباد کر چکے۔ رب تعالیٰ ہر مسلمان کا ایمان اس زمانہ کی ہواؤں سے محفوظ رکھے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

احمد یار خان

خطیب جامعہ نوبل پاکستان کبریت و شجوب

۹ شعبان ۱۴۳۵ھ بمطابق جمعہ المبارک

اسلامی زندگی

اعدادہ

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادی پبلشرز

منظور منزل ۴۲، اردو بازار لاہور

سلطانِ مصطفیٰ

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادی پبلشرز

منظور منزل ۴۲، اردو بازار لاہور

جاء الحق

والحق الباطل ان الباطل كان زهوقا

مُصَنَّف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعمی رحمۃ اللہ علیہ

قادی پبلشرز

منظور منزل ۴۲۰ اردو بازار لاہور

